تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

42

www.tanzeem.org

29 صفر تا 6 ربیع الاوّل 1441ھ/29 اکتوبر تا 4 نومبر 2019ء

عصر حاضر اور تبلیغ دین

دور حاضر میں تبلیغ دین اتنا ہی اہم فریضہ ہے جتنا کسی پہلے دور میں تھا۔ کیونکہ اسلام ایک دائمی دین ہے اور قیامت تک ذریعہ راہنمائی دیتا ہے۔ کتاب وسنت میں اس سلسلے میں اس قدر تاکیدی احکام موجود ہیں کہ فریضۂ دین کی اشاعت وتبلیغ کی ذمہ داری سے کوئی شخص بری نہیں ہوسکتا۔ یہ افراد کی ذمہ داری بھی ہے اور اسلامی حکومتوں کا فرض بھی کہ وہ اشاعت دین کا اہتمام کریں۔

دین اسلام انسان کی فطری ضرورت ہے۔ کوئی شخص لاعلمی، کم علمی، تعصب یا کسی اور سبب سے دین اسلام سے راہنمائی حاصل نہ کر رہا ہو تو الگ بات ہے لیکن اگر ایک انسان سلام طبع کے ساتھ اپنے مسائل اور اسلام میں دیئے گئے تمام ایسے مسائل کے حل کو ساتھ ساتھ رکھ کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس کے مسئلے کا حقیقی حل اسلام ہی نے دیا ہے اس طرح اسلام انسان کی ایک فطری ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ﴾ (المائدۃ:3)

”آج کے دن ہم نے تمہارے لے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔“

ان تمام دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تبلیغ دین کی اشاعت کا فروغ ایک لازمی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر سعد بن ناصر

اس شمارے میں

قصۂ آدم وابلیس

انقلاب کے ابتدائی مراحل

سعودیہ ایران کشیدگی اور پاکستان کا کردار

دعوت دین کے اصول وآداب

خود آستیں میں پالے ہیں

سیمینار: اکھنڈ بھارت کا توڑ کیسے......؟

پچھلی اقوام کے کھنڈرات سے عبرت پکڑو!

سُورۃُ الحَجّ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 46

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾

آیت ۴۶ ﴿اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ﴾ ”تو کیا یہ لوگ زمین میں گھومے پھرے نہیں ہیں کہ ہوتے ان کے دل جن سے یہ سمجھتے!“

اگر یہ لوگ عقل اور سمجھ سے کام لیتے تو پیغمبروں کو جھٹلانے والی قوموں کی بستیوں کے کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت پکڑتے اور اصل بات کی تہہ تک پہنچتے۔ انسان ایک مرکب وجود کا حامل ہے۔ اس مرکب کی ایک اکائی تو اس کا جسم ہے جو خالص ایک حیوانی وجود ہے۔ اس وجود میں حیوانوں کی تمام تر خصوصیات (faculties) موجود ہیں۔ اس لحاظ سے انسان گویا اعلیٰ ترین حیوان ہے۔ لیکن اپنے اس حیوانی وجود کے ساتھ وہ ایک روحانی وجود بھی رکھتا ہے‘ جو اس کے حیوانی وجود سے علیحدہ اور مستقل بالذات وجود ہے۔ انسان کے ان دونوں وجودوں کے ملاپ اور امتزاج کی ترکیب اور کیفیت کے متعلق ہم کچھ بھی ادراک نہیں رکھتے۔ ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ انسانی وجود کے اندر ”جان“ (life) ہے وہ کہاں ہے؟ تو اس سے آگے بڑھ کر ”روح“ کے متعلق ہم کیا جان سکتے ہیں کہ انسان کی روح اس کے جسم کے اندر کس طور سے صحبت پذیر ہے؟

اس ساری تفصیل میں سمجھنے کی اصل بات یہ ہے کہ انسان کے دونوں وجودوں میں سے ہر وجود کی اپنی اپنی صلاحیتیں اور اپنے اپنے ذرائع علم ہیں۔ روح کی اپنی عقل‘ اپنی بصارت اور اپنی سماعت ہے‘ جبکہ حیوانی وجود کی اپنی عقل ہے‘ اپنی آنکھیں اور اپنے کان ہیں۔

﴿اَوۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ۚ﴾ ”یا (ہوتے ان کے) کان جن سے یہ سنتے!“

﴿فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾﴾ ”تو اصل میں آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں‘ بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔“

یہ کون سا اندھا پن ہے؟ دراصل یہی وہ اندھا پن تھا جو ابوجہل‘ ابولہب اور ولید بن مغیرہ جیسے لوگوں کو لاحق تھا۔ ان کی آنکھیں تو اندھی نہیں تھیں‘ لیکن ان کے دل مکمل طور پر اندھے ہو چکے تھے۔ ان کی روحوں پر دُنیوی اغراض‘ ہٹ دھرمیوں اور عصبیتوں کے غلیظ پردے پڑ چکے تھے۔ ایسے لوگوں کا دیکھنا اور سننا صرف حیوانی سطح کا دیکھنا اور سننا ہوتا ہے۔ جیسے تیزی سے گزرتی ہوئی کار کو دیکھ کر انسان بھی ایک طرف ہو جاتا ہے اور کتا بھی اس سے اپنا بچاؤ کر لیتا ہے۔ اس حوالے سے انسان اور کتے کے دیکھنے میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ اپنی ان صلاحیتوں کے اعتبار سے حیوانوں کی سطح سے ترقی کر کے انسانی مقام و مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

قریش مکہ کے تجارتی قافلے عذابِ الٰہی کی زد میں آنے والی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات کو دیکھتے تو تھے لیکن وہ یہ سب کچھ حیوانی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ نہ وہ ان سے کوئی سبق حاصل کرتے تھے‘ نہ عبرت پکڑتے تھے۔ انسان کی یہی وہ کیفیت ہے جس کے بارے میں آیت زیر مطالعہ میں فرمایا گیا ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔

فرمان نبویؐ

خدمتِ خلق کا انعام: جنت

عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ: ((مَنۡ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنۡ اُمَّتِیۡ یُرِیۡدُ اَنۡ یَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدۡ سَرَّنِیۡ وَمَنۡ سَرَّنِیۡ فَقَدۡ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنۡ سَرَّ اللّٰهَ اَدۡخَلَهُ اللّٰهُ الۡجَنَّةَ))

(مشکوۃ کتاب الاداب باب الشفقۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے کسی امتی کو خوش کرنے کی نیت سے اس کی کوئی حاجت پوری کرتا ہے وہ مجھے خوش کرتا ہے۔ اور جو مجھے خوش کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔“

تشریح: جو شخص خدا اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کر کے جنت میں جانے کا شوق رکھتا ہو وہ حضور ﷺ کی امت کے افراد کی خدمت کرے اور ان کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تاخلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
29 صفر تا 6 ربیع الاوّل 1441ھ جلد 28
29 اکتوبر تا 4 نومبر 2019ء شمارہ 42
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ آدم و ابلیس

قرآن حکیم میں قصہ آدم و ابلیس سات مرتبہ آیا ہے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ اللہ رب العزت جو قادر مطلق ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم مطلق بھی ہے اور انسان کا جتنا وہ خیر خواہ ہے کائنات میں اور کوئی نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ انسان کی عظمت اور اللہ کی اُس سے محبت کا اندازہ کریں کہ وہ ابلیس کو غضبناک ہو کر خطاب فرماتا ہے کہ تجھے اُس کو سجدہ کرنے میں کیا عذر مانع ہوا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ اس قصہ کو بار بار دہرانے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں انسان کے لیے زبردست رہنمائی ہے۔ انسان کا ہیولہ تیار کرنے اور اُس میں اپنی روح میں سے پھونکنے کے بعد اللہ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ انسان کو سجدہ کریں۔ قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر اپنے اس ارادے کا اظہار کر چکا تھا کہ وہ کھنکھناتی مٹی سے بنائے ہوئے انسان کو زمین میں اپنے خلیفہ کی حیثیت سے بھیج رہا ہے۔ اِس پر فرشتوں نے اس تحفظ کا اظہار کیا کہ وہ زمین میں خون خرابہ کرے گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ لہٰذا جب اُنہیں سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو وہ بلا چون و چرا آدم کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے سوائے ابلیس کے۔ گویا اُنہوں نے اپنے تحفظ کا اظہار تو کر دیا لیکن حکم پر حرف بہ حرف عمل کیا اور اپنے تحفظ کو بالائے طاق رکھ دیا۔

اسی نوعیت کا معاملہ آدم علیہ السلام کا بھی ہوا۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ جنت میں جو چاہیں کھائیں پئیں لیکن متنبہ فرمادیا کہ فلاں درخت کا پھل نہ کھائیں، اور قبل از وقت شیطان کی دشمنی سے بھی آگاہ کر دیا۔ لیکن شیطان اُنہیں ورغلانے میں کامیاب ہو گیا۔ پہلے انسانی جوڑے کو جونہی اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ تائب ہوئے اور ایسے الفاظ میں معافی مانگی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اُسے درج کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا: ''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کھایا تو یقیناً ہم ہوں گے خسارہ پانے والوں میں۔'' یعنی عاجزی اور انکساری سے اپنی بھول پر رجوع کر لیا۔ لہٰذا اُنہیں معاف کر دیا گیا۔ جبکہ ابلیس لعین کا رویہ مکمل طور پر اس کی ضد تھا۔ اُس نے آدم کو سجدہ نہ کر کے نافرمانی کی اور معصیت کا ارتکاب کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حکم عدولی پر پُرسش کی تو اعتراف جرم اور اظہار ندامت کی بجائے وہ بحث و دلیل میں پڑ گیا۔ کہا، خدایا مجھے تجھ نے آگ سے پیدا کیا اور انسان کو مٹی سے اور آگ، مٹی سے افضل ہے۔ یہ عذرِ گناہ تھا۔ یہ گناہ اور جرم پر اصرار تھا، یہ تکبر تھا۔ جس پر غضب الٰہی کا ظہور ہوا اور وہ راندۂ درگاہ ہو گیا۔ ابلیس کی شیطنت اور تکبر جاری رہا اور اُس نے اللہ سے قیامت تک کی مہلت مانگ لی، تاکہ وہ اپنے دشمن انسان کو گمراہ کرتا رہے۔ اللہ نے اُسے یہ مہلت عطا فرمادی، تاکہ اس سے بندوں کی آزمائش بھی ہو سکے۔

یہاں ایک نکتہ کی وضاحت از حد ضروری ہے۔ ابلیس کا لغوی مطلب ہے مایوس شدہ۔ ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابلیس تو اپنے کام یعنی بندوں کو گمراہ کرنے کے حوالے سے مایوس ہوتا ہی نہیں۔

کوئی شخص زہد و تقویٰ کی کتنی ہی منازل کیوں نہ طے کر لے شیطان مایوس نہیں ہوتا، بلکہ ایسے متقی اور پرہیزگار انسان پر زیادہ حملے کرتا ہے۔ دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے آتا ہے اور ایسے ایسے وسوسے پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر انسان ان حملوں سے بچ ہی نہیں سکتا۔ تو پھر اُسے ایسا نام کیوں دیا گیا، جس کا مطلب ہو مایوس شدہ۔ وہ تو اپنی ناکامیوں پر مایوس ہوتا ہی نہیں بلکہ نئے نئے انداز سے حملہ آور ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس کی مایوسی اپنے حوالے سے ہے یعنی اُس کا راندۂ درگاہ ہونا حتمی اور قطعی ہے، کیونکہ اُسے یہ سزا انسان کی وجہ سے ملی۔ لہٰذا وہ انسان کا بدترین دشمن ہے ع

''ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔''

اللہ رب العزت اپنی مقدس کتاب میں قصۂ آدم و ابلیس کو بار بار دہرا کر انسان کو یاد دلاتا ہے کہ تمہیں آدم کا راستہ اختیار کرنا ہے، غلطی اور خطا کے تم پتلے ہو، لہٰذا میرا غضب محض تمہاری خطا پر نہ بھڑکے گا، ہاں تم سنبھلو، رجوع کرو اور معافی کے طلب گار بنو، میں غفور و رحیم بھی ہوں، کریم اور تواب بھی ہوں۔ لیکن اگر تم نے ابلیس کی پیروی کی، اُس جیسا رویہ اختیار کیا، اپنے گناہ پر اصرار کیا اور ڈٹے رہے تو پھر تمہارا انجام بھی ابلیس کے ساتھ ہوگا۔ کیوں کہ ایسی روش اختیار کرنے والوں کے لیے میں جبار بھی ہوں، قہار بھی ہوں۔ اجتہادی خطا تو حضرت یونس علیہ السلام جیسے پیغمبر سے بھی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں پکڑ کی لیکن جب انہوں نے مچھلی کے پیٹ سے پکارا (ترجمہ) ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے تیری ذات اور میں خطاواروں میں سے ہوں''، تو اللہ نے آپؑ کی توبہ قبول فرمائی اور مچھلی نے اُنہیں ساحل پر اُگل دیا۔ اللہ نے صحت عطا فرمائی اور آپؑ توانا ہوگئے۔

معاشرہ، قوم اور ملت افراد کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ مسلمانانِ برصغیر نے اللہ سے وعدہ کر کے ایک خطۂ زمین حاصل کیا تھا کہ ہم پاکستان کے نام سے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے اور اسلام کے چہرے پر دورِ ملوکیت میں جو پردے پڑ گئے تھے، اُنہیں ہٹا کر اسلام کا حقیقی، بے داغ اور روشن چہرہ دنیا کو دکھائیں گے۔ لیکن قیامِ پاکستان کے بعد اہل پاکستان محض گفتار کے غازی ثابت ہوئے۔ اُن کے کردار اور افعال میں اسلام دور دور تک نظر نہ آیا۔ اُنہوں نے محض نعرہ بازی سے اللہ کو دھوکا دینے کی کوشش کی لیکن اس کا فیصلہ تو وہ پندرہ سو سال پہلے اپنی آخری مقدس کتاب میں سنا چکا تھا جو لوگ اللہ کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں حقیقت میں وہ صرف خود کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں۔ ہم اس دھوکا بازی میں 72 سال گزار چکے ہیں۔ ہم اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی رجوع کرنے کی سنت کو اپنا نہیں رہے بلکہ اپنے بدترین دشمن ابلیس لعین کی طرح بحث و تمحیص، دلیل اور تاویل میں پڑ گئے ہیں۔ ہم نے کج روی اختیار کر لی ہے اور تکرار پر کمربستہ ہیں۔

جب پاکستان چوبیس سال کا تھا تو اللہ نے اہل پاکستان کو جھنجھوڑا۔ ایک کوڑا اُن کی پیٹھ پر مارا۔ شاید کہ یہ سنبھل جائیں۔ لیکن اس کاری ضرب کے باوجود ہم نے لوٹنے سے اور صراطِ مستقیم پر آنے سے انکار کر دیا۔ اپنی پرانی روش اور طور طریقے جاری رکھے۔ لہٰذا ہم پر ذلت و مسکنت مسلط ہونا شروع ہوگئی۔ ہم ایٹمی قوت ہیں لیکن خوف سے لرزتے رہتے ہیں۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ ہمارا پڑوسی دشمن ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری زمینوں کو بنجر کر رہا ہے۔ لیکن ہم میں اس کا ہاتھ روکنے کی ہمت نہیں، لہٰذا ہم پر بھوک کا خوف بھی مسلط ہے۔ دین اسلام کو اپنی قومیت کی جڑ اور بنیاد تسلیم کرنے سے انکار کیا تو خلا پیدا ہوگیا، جسے صوبائی، علاقائی اور لسانی تعصب نے پُر کیا۔ قرآن و سنت سے دور ہوئے تو فتنوں نے سر اٹھایا۔ فرقہ واریت نے سوچ اور فکر میں زہر بھر دیا۔ عقل و فہم پر جوش اور دیوانگی غالب آ گئی۔ ہم صبر و تحمل کا دامن چھوڑ بیٹھے اور ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگے۔ ہمارے سر کی آنکھیں موجود اور ظاہراً روشن ہیں لیکن ہمیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ اس لیے کہ دل کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ ہم باطنی بصیرت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس پس منظر میں کوئی جزوی اصلاحی کوشش ہماری ناؤ کو ڈوبنے سے بچا نہیں سکتی۔ کوئی احتجاج، کوئی مارچ یا محدود مطالبات پر دھرنا چھوٹی موٹی تبدیلیاں تو لا سکتا ہے، لیکن ہمارے مسائل کلیتاً حل نہیں کر سکتا۔ کس قدر تکلیف دہ اور اذیت ناک ہے یہ بات کہ ایک مذہبی ریاستی جماعت جس کی آزادی مارچ کی پکار سے اہل پاکستان کے کان پھٹے جا رہے ہیں، اُس میں اسلام کا ذکر تک نہیں۔ جذباتی رنگ دینے کے لیے وقتی طور پر تحفظ ناموسِ رسالت کا نعرہ شامل کیا گیا تھا لیکن سیکولر اور لبرل اتحادی جماعتوں کے اِس مطالبے پر کہ مذہب کا کارڈ استعمال نہ کیا جائے فوری طور پر اس نعرے کو ڈراپ کر دیا گیا۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ اپنی نظریاتی بنیاد سے ہٹ کر پاکستان اپنے وجود کا جواز کھو چکا ہے اور یقین کیجیے، ہماری مٹھی سے ریت کی طرح کھسک رہا ہے۔ ابھی وقت ہے اس کو سنبھال لیں، اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت کو اپناتے ہوئے رجوع کر لیں، ابلیس کو اپنا دشمن جانتے ہوئے اللہ کی پناہ حاصل کر لیں، اُس کی شرانگیزی سے صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ یاد رکھیں، گیا وقت ہاتھ آتا نہیں۔ آگے بڑھیں، خود پر اسلام نافذ کریں اور معاشرے اور ریاست میں اسلام کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنا کر طاغوتی قوتوں کے خلاف ڈٹ جائیں۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی سلامتی کا یہی ایک راستہ ہے۔

☆☆☆

انقلاب کے ابتدائی مراحل

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف ﷾ کے 18 اکتوبر 2019ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! تنظیم اسلامی کی دعوت فکر اسلامی مہم کے سلسلے میں مختلف موضوعات زیر مطالعہ آئے۔ آج اسی سلسلے میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ دنیا کا سب سے بڑا انقلاب جو اللہ کے آخری نبی ﷺ لائے وہ کس طرح وجود میں آیا تھا؟ یعنی اس کے بنیادی مراحل کیا تھے؟ یہ عظیم انقلاب نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت میں شامل تھا جو قرآن میں تین مرتبہ بیان ہوا۔ (التوبۃ:33، الفتح:28 اور الصف:9) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ ''وہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو الہدیٰ اور دین حق دے کرتا کہ وہ غالب کردے اسے کُل کے کل نظام زندگی پر۔''

اس اعتبار سے یہ نبی اکرم ﷺ کا بے مثال کارنامہ ہے کہ آپ ﷺ نے صرف 23 برس میں جزیرہ نما عرب میں اللہ کے دین کو قائم و غالب کر دیا۔ یہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا انقلاب تھا۔

آج کے دور میں انقلاب یا revolution کا لفظی مفہوم تبدیلی ہے۔ جبکہ اصطلاحی مفہوم میں انسانی زندگی کے کسی اجتماعی گوشے یعنی سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کے اندر بنیادی تبدیلی (Fundamental changes) کو انقلاب کہا جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں انقلاب کے معنی مزید تبدیل ہو چکے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ فوجی انقلاب آ گیا، یا صدارتی انقلاب آ گیا وغیرہ، حالانکہ وہ انقلاب نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں نظام وہی پرانا رہتا ہے، صرف اس نظام کو چلانے والے ہاتھ تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلاب ایک ہمہ گیر انقلاب تھا جس میں انسانی زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی گوشوں کے اندر عظیم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ یہاں تک کہ انسان کی سوچ، نظریہ، عقیدہ اور ذہنیت تک تبدیل ہوگئی۔ وہ جو راہزن کہلاتے تھے وہ دنیا کے رہبر بن گئے۔ جنہیں قرآن امیین کہتا ہے وہ دنیا کے معلم اور دنیا کو جدید روشنی دینے والے بن گئے۔ اسی طرح نوع انسانی کی سیاست، معیشت اور معاشرت کا پورا نقشہ تبدیل ہوگیا۔ یہ انقلاب اس لحاظ سے بھی دنیا کی واحد مثال ہے کہ جس ہستی نے نظریہ پیش کیا اسی نے انقلاب بھی برپا کردیا۔ ورنہ دنیا میں نظریہ پیش کرنے والا کوئی اور ہوتا ہے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ یہ سب محمد رسول اللہ ﷺ کی محنت اور کوشش کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ انقلاب کو سمجھنے کا واحد ذریعہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور اس کا مطالعہ ہے۔ لہٰذا اسی تناظر میں ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ انقلاب کے ابتدائی مراحل

مرتب: ابو ابراھیم

کیا ہونے چاہئیں۔ اس کے لیے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے تیرہ برس میں اس انقلاب کے کون سے مراحل طے ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ کی عمر جب چالیس سال تھی تو اس وقت نزول وحی کا آغاز ہوا۔ پہلے تین نبوی سالوں میں آپ ﷺ کی دعوت ذاتی رابطے کے ذریعے سے تھی۔ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو اور اپنے قریب ترین لوگوں کو آپ ﷺ نے دعوت دی۔ جیسے قرآن کا حکم ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (تحریم:2) ''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر۔''

اس کے بعد جب یہ حکم آیا کہ:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾﴾ (الشعراء:214) ''اور خبردار کیجیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔''

تب آپ ﷺ نے خاندان بنی ہاشم کو دعوت دی اور اس دعوت کے نتیجے میں ایمان لانے والے دو طبقات نمایاں تھے ایک نوجوانوں کا طبقہ اور دوسرا غلاموں کا طبقہ۔ نوجوان چونکہ فطرت سے قریب ہوتے ہیں اس لیے جلد حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں اور غلام چونکہ معاشرتی ظلم میں پسے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے انہیں انقلاب میں اُمید کی ایک کرن نظر آتی ہے۔ اسلام کی دعوت ان دونوں طبقوں کو اپنے دل کی آواز لگتی تھی اس لیے انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ اس سٹیج پر نبی اکرم ﷺ کی مخالفت زبانی، کلامی اور نفسیاتی طور پر ہوتی رہی، آپ ﷺ کی ذات کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا گیا، آپ ﷺ کو ساحر، مجنوں اور پتا نہیں کیا کیا کہا گیا۔ لیکن اللہ کا حکم تھا کہ:

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ﴾ (المزمل:10) ''اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کیجیے''

سن 4 نبوی کے بعد دعوت علی الاعلان شروع ہوئی۔ کیونکہ اللہ کا حکم تھا کہ:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ (الحجر:94) ''اب آپ علی الاعلان بیان کریں جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔''

اس کے نتیجے میں اب مخالفت بھی طنز و استہزاء سے بڑھ کر تشدد اور مار پیٹ کے مراحل میں داخل ہوگئی۔

اس مرحلے پر قرآن کی یہ ہدایت تھی کہ:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (الحجر:34) ''تم مدافعت کرو بہترین طریقے سے''

یعنی برائی کے جواب میں بھلائی پیش کرو، گالیوں کے جواب میں دعائیں اور پتھروں کے جواب میں پھول پیش کرو۔

آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ دنیا میں جو انقلاب کی بات کرتا ہے تو وہ مار دھاڑ کی بات کرتا ہے لیکن یہاں معاملہ مختلف ہے۔ اسی لیے یہ انقلاب ایک منفرد انقلاب تھا۔ بہرحال اسی عرصے میں حضرت حمزہ اور حضرت عمر ؓ

اسلام قبول کرتے ہیں اور اسلام کی دعوت ایک جارحانہ مرحلہ میں داخل ہوتی ہے۔ دوسری طرف مخالفت بھی اسی قدر شدت اختیار کرتی ہے کہ بالآخر مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اسی دوران نبی اکرم ﷺ کو ہر قسم کا لالچ دینے کی بھی کوشش کی گئی لیکن آپ ﷺ ٹس سے مس نہیں ہوئے تو جنگ کی دھمکی بھی دی گئی۔

سن 7 تا 9 نبوی تک قریش نے خاندان بنو ہاشم کا معاشی اور سوشل بائیکاٹ کیا۔ جس کے نتیجے میں بنو ہاشم کو شعب بنی ہاشم میں تین سال محصور رہنا پڑا۔ اندازہ کیجیے کہ دین کے لیے کیا کیا قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔

سن 10 نبوی کو عام الحزن یعنی غم کا سال قرار دیا گیا۔ کیونکہ شعب بنی ہاشم سے تو رہائی ملی لیکن اسی سال آپ ﷺ کے چچا ابو طالب اور اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور آپ ﷺ کا چچا لیکن بدترین دشمن ابولہب بنو ہاشم کا سردار بن گیا۔ اس کے بعد وہاں آپ ﷺ کو شہید کرنے کے مشورے ہونے لگے۔ ان انتہائی مایوس کن حالات میں سفر طائف اختیار کیا لیکن طائف میں ایک دن میں وہ کچھ بیت گیا جو مکہ میں دس سال میں نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ واپس ایک مشرک مطعم بن عدی کی پناہ لے کر آئے ہیں۔ بہر حال ایک طرف ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ﴾ "انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔" کے مصداق دشمنوں کی چالیں تھیں اور دوسری طرف اللہ کی تدبیر تھی کہ آپ ﷺ کو سفر معراج پر لے جایا گیا۔ پھر سن 11 نبوی میں مدینہ طیبہ کے چھ افراد نے اسلام قبول کیا۔ سن 12 میں مدینہ میں بارہ افراد نے اسلام قبول کیا اور بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی جس کے بعد ان کی طرف سے یہ تقاضا بھی آیا کہ ہمارے ساتھ ایک معلم بھیجیے۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا گیا۔ ان دو حضرات کی محنت سے سن 13 نبوی میں مدینہ کے 72 مرد اور تین عورتیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ اس کے بعد ہجرت مدینہ کا حکم ہوا اور دوران ہجرت مسلمانوں کے لیے جنگ کی اجازت بھی آ گئی۔

اس طرح مکی دور میں سیرت طیبہ کی روشنی میں انقلاب کے جو مراحل بڑے واضح ہو کر سامنے آتے ہیں ان میں سب سے پہلی چیز ہے:

1۔ انقلابی نظریے کی دعوت اور نشرو اشاعت

کوئی بھی نظریہ تب ہی انقلابی ہو سکتا ہے جب وہ انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں (سیاسی، معاشی یا معاشرتی) میں سے کسی ایک کی جڑ پر تیشہ بن کر گرے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل سارے عرب کے 360 بت خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے۔ اس بنیاد پر قریش عرب کے معاشی فوائد بھی سمیٹ رہے تھے۔ ان کے قافلے ہر طرف سے محفوظ رہتے تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی اور اسلام کا انقلابی نظریہ کلمہ توحید کی صورت میں نازل ہوا تو گویا عرب کے پورے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کی چولیں ہل گئیں۔ کیونکہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب تھا کہ اب نہ صرف اس دھرتی پر ایک اللہ کی عبادت ہوگی بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اسی کی حاکمیت قائم ہوگی۔

موجودہ دور میں بھی انقلابی نظریہ کلمہ توحید ہی ہے کیونکہ اس کے مطابق دنیا میں حاکمیت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ﴾ "اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔" (یوسف:40)

جبکہ آج کا سب سے بڑا شرک یہ ہے کہ اللہ کی حاکمیت کی بجائے عوام کی حاکمیت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یعنی اللہ کے قانون کی بجائے بندوں کا قانون چل رہا ہے۔ جبکہ اسلام کا انقلابی نظریہ یعنی کلمہ توحید جمہوریت اور ملوکیت دونوں کی نفی کرتا ہے۔ یعنی ایک انسان مطلق العنان حکمران بن جائے یا بہت سارے انسان (عوام کے نمائندے) مل کر قانون بنائیں یہ سب کچھ اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ کیونکہ کلمہ توحید کا سیاسی سطح پر تقاضا یہ ہے کہ حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے جبکہ بندوں کے لیے خلافت ہے۔ جو باتیں اللہ نے طے کر دی ہیں ان میں انسان کسی قسم کی تبدیلی نہیں کر سکتے البتہ اس کے علاوہ جو مباحات ہیں ان میں وہ ﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠﴾ (الشوریٰ:38) "اور ان کا کام آپس میں مشورے سے ہوتا ہے۔" کے مصداق مشورے سے طے کر سکتے ہیں۔ یعنی جو حدود اللہ و رسول ﷺ نے بتائی ہیں ان کے اندر اندر رہ کر اپنے معاملات کو چلا سکتے ہیں۔

اسی طرح معیشت میں آج یہ تصور بن گیا ہے کہ میرا مال ہے میں اسے جہاں چاہوں خرچ کروں۔ جبکہ

پریس ریلیز 25 اکتوبر 2019ء

سانحہ ساہیوال کے تمام ملزمان کی بریت ہمارے نظام عدل کی فرسودگی کا ثبوت ہے

حافظ عاکف سعید

یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ مثل مشہور ہے کہ قانون اندھا ہوتا ہے یعنی وہ یہ نہیں دیکھتا کہ مجرم کون ہے بلکہ یہ طے کرتا ہے کہ جرم کیوں اور کس نے سرزد کیا اور سزا سنا دی جاتی ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں قانون کی بڑی بڑی آنکھیں ہیں۔ اگر مجرم کوئی بڑی اور طاقتور شخصیت ہو تو انصاف کا پیمانہ کچھ اور ہوتا ہے اور اُسی جرم کا ارتکاب اگر غریب اور کمزور شخص کرے تو پیمانہ کچھ اور ہوتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ سانحہ ساہیوال میں ایک ریاستی ادارے کی شخصیات ملوث تھیں لہٰذا ملزمان بری ہو گئے۔ اسی طرح سانحہ ماڈل ٹاؤن میں وقت کی سیاسی حکومت ملوث تھی لہٰذا قانون بے بس ہو گیا اور کراچی کے سانحہ بلدیہ ٹاؤن فیکٹری میں اُس وقت کی انتہائی طاقتور سیاسی جماعت ملوث تھی لہٰذا کسی ملزم کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔ اُنھوں نے کہا کہ ایک حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ پہلی قومیں اس لیے تباہ ہوئیں کہ اُن کے ہاں عدل کے پیمانے طاقتور اور کمزور کے لیے الگ الگ تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ انگریز کے بنائے ہوئے اس عدالتی نظام کو اب گہرا دفن کر دینا چاہیے اور اسلام کا فراہم کردہ عدل کا نظام لائیں جو امیر و غریب، حاکم اور عوام سب کو ایک جیسا انصاف مہیا کرے۔

اُنھوں نے کہا کہ کشمیری 27 اکتوبر کا دن بطور یوم سیاہ اس لیے مناتے ہیں کہ اُن کی رضامندی کے بغیر کشمیر کا الحاق بھارت کے ساتھ کر دیا گیا۔ اُنھوں نے کہا کہ کشمیری آج تک بھارت کو خود پر ایک مسلط قوت سمجھتے ہیں اور آزادی کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ بھارت اُن کی جدوجہد کو دبانے کے لیے بدترین ظلم و ستم ڈھا رہا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ کشمیر میں بھارت کا ناجائز تسلط ختم ہو اور کشمیری آزادی کی فضا میں سانس لے سکیں۔ اُنھوں نے کہا کہ کشمیری پاکستان سے اپنا رشتہ لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر جوڑتے ہیں۔ کاش! پاکستان کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عملی تعبیر بن جائے تا کہ کشمیر جب پاکستان بنے تو حقیقت میں اِسلام کا قلعہ بن کر دنیا کے سامنے آئے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرو اشاعت، تنظیم اسلامی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ﴾ ''اللہ ہی کا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے۔'' (البقرۃ:285)

ملکیت صرف اللہ کی ہے۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کا ہے اور میں اس مال کا امین ہوں۔ اسلام کے اس نظریے سے جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی بھی جڑ کٹتی ہے۔ بقول اقبال

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں

اگر اللہ کی زمین ہے تو پھر اس پر اللہ کے حکم کے مطابق ہی مال صرف کرنا ہوگا۔

اسی طرح اسلام کے انقلابی نظریہ کا معاشرتی تقاضا یہ ہے کہ معاشرے میں مساوات قائم ہو۔ اس نظریہ کے مطابق تمام انسانوں کا خالق و مالک اللہ ہے اور اس کے بندے ہونے کے ناطے سارے کے سارے انسان برابر ہیں۔ البتہ عزت و مرتبہ والا وہ ہے جو اللہ کے نزدیک پرہیزگار ہے:
﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ﴾ ''یقیناً تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو تم میں سب سے بڑھ کر متقی ہے۔''

لیکن ہمارے ہاں معیار ہی دوسرا ہے ہمارے ہاں جس کی کوٹھی بڑی ہے، جس کا بینک بیلنس زیادہ ہے (چاہے وہ حلال سے ہے یا حرام سے) وہ بڑا ہے۔ اسی طرح اسلام کا انقلابی نظریہ رنگ، نسل، زبان کی بنیاد پر بھی فضیلت کی نفی کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں واضح کر دیا: ''کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔''

یہ اسلام کا انقلابی نظریہ ہے جو ہمارے پاس ہے لیکن ہم اکثر و بیشتر اس سے تہی دامن ہیں۔ اگر ہم اس انقلابی نظریہ کے ذریعے معاشرے میں دعوت کو عام کریں تو وہ زیادہ اثر انگیز ہوگی کیونکہ انقلابی نظریہ کا منبع و سرچشمہ قرآن ہے۔ قرآن مجید وہ مقناطیس ہے جو سلیم الفطرت لوگوں کو کھینچ کر لاتا ہے۔ آج دنیا میں جو سائنسی حقائق سامنے آرہے ہیں وہ یہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہ باتیں قرآن نے چودہ سو سال پہلے دنیا کو بتادی تھیں۔ اس لیے کہ حقائق تو وہی ہیں جو فطرت نے بنائے ہیں اور فطرت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ جن چیزوں کی آج سمجھ نہیں ہے ان کو بھی ماننے پر کل مجبور ہوں گے۔

پھر اس دعوت کو پہنچانے کے لیے جدید ترین ذرائع ابلاغ کا استعمال بھی ضروری ہے۔ میڈیا اور انٹرنیٹ کا مثبت استعمال کرنا ہوگا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کا بیان القرآن انٹرنیٹ کے علاوہ سوشل میڈیا، واٹس اپ کے ذریعے لوگوں تک پہنچ رہا ہے لیکن ہمیں اس پر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ اس دعوت کو گلی گلی کوچے کوچے میں پھیلانا ہوگا۔

چنانچہ انقلاب کا پہلا مرحلہ دعوت ہے جس میں اللہ نے بہت خیر رکھی ہوئی ہے۔

2۔ تنظیم:

دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ جو لوگ دعوت کو قبول کریں ان کو منظم کر کے ایک انقلابی جماعت تیار کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم قرآنی کے مطابق تنظیم قائم کی۔ فرمایا:
﴿وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا﴾ (التغابن:16) ''اور سنو اور اطاعت کرو''

آپ ﷺ کے بعد بھی کسی بھی اجتماعیت کو آرگنائز کرنے کا مسنون اور ماثور طریقہ جس کا ثبوت قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بھی ملتا ہے اور جس کا ثبوت صحابہؓ کے عمل سے بھی ملتا ہے وہ بیعت سمع وطاعت کا طریقہ ہے۔ فرمایا:
﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح:18) ''اللہ راضی ہو گیا اہل ایمان سے جب کہ وہ آپؐ سے بیعت کر رہے تھے، درخت کے نیچے۔''

تنظیم میں درجہ بندی کے معیارات میرٹ پر ہوں۔ یہ نہیں کہ کون کتنا پیسے والا اور اثر و رسوخ والا ہے بلکہ میرٹ یہ ہو کہ انقلابی نظریہ توحید پر کس کا کتنا گہرا یقین ہے اور انقلابی نظریے کے ساتھ کتنی گہری وابستگی ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں یہ مثالیں موجود ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ غلام تھے لیکن جب اسلام قبول کیا اور اس راستے میں قربانیاں دیں تو پھر ان کا مقام یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو روسا میں شمار ہوتے تھے، وہ بھی ان کو سیدنا بلالؓ (ہمارے سردار بلالؓ) کہہ کر پکارتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی جو درجہ بندی کی گئی وہ اسی بنیاد پر کی گئی۔

3۔ تربیت:

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ جو لوگ تنظیم میں آگئے ہیں ان کی تربیت قرآن کے ذریعے کی جائے۔ شاعر نے کہا،

تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
ان خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر!

کچے پکے لوگوں سے انقلاب نہیں آتا بلکہ پختہ کار اور تربیت یافتہ لوگوں کے ذریعے آتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ ہر موقع پر صحابہ کرامؓ کی علمی اور عملی تربیت فرماتے رہے۔ آپ ﷺ نے دار ارقم کو مرکز تربیت بنایا اور ہجرت کے بعد مدینہ میں مسجد نبوی جو مسلمانوں کی پہلی یونیورسٹی بھی ہے اور مسلمانوں کا پہلا ٹریننگ سنٹر بھی ہے وہاں پر صحابہؓ کی مسلسل تربیت ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے تربیت بھی قرآن مجید کے ذریعے کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ﴾ (الجمعۃ:2) ''وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں ایک رسول ان ہی میں سے، جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب و حکمت کی۔''

یعنی آپ ﷺ کی تربیت کے چار ذرائع ہیں:
1۔ تلاوت، 2۔ تزکیہ نفس، 3۔ تعلیم کتاب، 4۔ تعلیم حکمت

آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہؓ جب ہر طرف فتح کے جھنڈے گاڑھ رہے تھے تو ایرانیوں نے جاسوس بھیجے کہ معلوم کرو ان کے معمولات کیا ہیں جن کی وجہ سے یہ اتنے زیادہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جاسوسی کی اور واپس آکر رپورٹ دی:
(ھم رھبان باللیل وفرسان بالنھار) ''وہ تو راتوں کے راہب ہیں اور دن کے شہسوار ہیں۔''

دنیا میں راہب بھی بہت دیکھے جو دن رات کے راہب ہوتے ہیں اور شہسوار بھی بہت دیکھے کہ جو دن کے تو شہسوار ہوتے ہیں لیکن ان کی راتیں شباب و کباب میں بسر ہوتی ہیں۔ لیکن یہ عجیب لوگ ہیں جو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھتے ہیں تو ایسے جم کر بیٹھتے ہیں جیسے ان سے بڑا شہسوار کسی ماں نے پیدا نہیں کیا ہے جبکہ ان کی راتیں سجدے اور قیام کی حالت میں ہوتی ہیں۔

تربیت کے اہداف:

سب سے پہلے اسلام کا جو انقلابی نظریہ ہے یعنی کلمہ توحید اور اس کے عملی پہلو جو انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اپلائی کرتے ہیں ان کو ذہنوں میں راسخ کرنا۔ انقلابی نظریہ کا منبع اور سرچشمہ یہ قرآن حکیم ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم کی فہم اور تدبر کے ساتھ باقاعدگی کے ساتھ تلاوت۔ ہم میں سے ہر شخص کو یہ سوچنا چاہیے کہ کیا ہم آج اتنا وقت قرآن کو سمجھ کر پڑھنے پر لگاتے ہیں جتنا روزنامہ اخبار کو پڑھنے پر لگاتے ہیں۔ اگر ہمیں اللہ کی مدد و نصرت چاہیے

تو اس کے لیے ہمیں سیرت سے سبق حاصل کرنا ہوگا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی جس طرح تربیت کی تھی، ہم بھی دیکھیں کہ ہمارا معمول کیا ہے؟ سیرت صحابہؓ کو سامنے رکھیں تو ہمیں بھی قرآن کے کچھ حصہ کو یاد کرنا ہوگا اور پھر اس کو رات کو تہجد کی نماز میں ترتیل کے ساتھ پڑھنا ہوگا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا﴾ (المزمل:4) ''اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جایئے۔''

یہ آپ ﷺ کا بھی معمول تھا اور صحابہؓ کا بھی معمول تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا جمعہ لوگوں کو قصہ کہانیاں سنانے والا نہیں ہوتا بلکہ:

((يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ))

''آپ قرآن کی آیات پڑھتے تھے اور لوگوں کو تذکیر اور نصیحت فرماتے تھے۔''

ہمیں بھی اس کی روشنی میں اپنے جمعہ کا نظام بدلنا ہوگا۔ یعنی خطبات جمعہ میں تذکیر بالقرآن کو معمول بنانا ہوگا۔ بنیادی بات قرآن کی ہونی چاہیے اور اس کی وضاحت کے لیے احادیث اور صحابہؓ کا عملی ثبوت کے طور پر پیش کیے جانے چاہئیں۔

پھر اپنے آپ کو نظم وضبط کا پابند بنانا اور سمع وطاعت کے نظم کا خوگر بنانا بھی تربیت کا ہدف ہونا چاہیے۔ مکی دور میں صحابہ کرامؓ نے تشدد کے مقابلے میں جوابی کارروائی نہ کر کے اور ﴿كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ﴾ کے اصول پر مسلسل عمل کر کے نظم وضبط کو فالو کرنے کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی۔

تربیت کا ایک ہدف یہ بھی ہے کہ نظریہ توحید کی اشاعت اور عملی سربلندی کے لیے مال وجان کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔ انسانی فطرت ہے کہ جس چیز کو وہ حق سمجھتا ہے اس کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔ اگر آخرت پر یقین ہو اور یہ حقیقت دل میں راسخ ہو کہ ﴿وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ (الاعلیٰ:17) ''جبکہ آخرت بہتر بھی ہے اور باقی رہنے والی بھی۔'' تو پھر حق کی خاطر انسان قیمتی سے قیمتی شے بھی اللہ کے راستے میں قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

اس طرح تربیت کا عمل مسلسل جاری رہے۔ جس طرح صحابہ کرامؓ کی تربیت مسلسل ہو رہی تھی۔ دلوں میں ایمان کی آبیاری ہوتی رہے، اللہ سے شدید محبت دلوں میں پیدا ہو جائے۔ قرآن اسی کو ایمان کی نشانی بتاتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ (البقرة:165) ''اور جو لوگ واقعتاً صاحب ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔''

پھر اس کے ساتھ ساتھ عبادات کا ذوق وشوق بھی ہو، فکر آخرت بھی اس طرح سے دامن گیر ہو کہ دنیا سے رغبت کم سے کم ہوتی چلی جائے اور شوق شہادت بڑھتا چلا جائے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

اور

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

اس کے علاوہ دوستی اور دشمنی کے جذبات

﴿اَلْحُبُّ فِي اللهِ وَالْبُغْضُ فِي اللهِ﴾

''اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بغض رکھنا ہے۔'' کی بنیاد پر دلوں میں پیدا ہو جائیں۔

یعنی انسان کے اندر یہ کیفیت پیدا ہو جائے کیونکہ باہر کے انقلاب سے پہلے انسان کے اندر انقلاب آنا ضروری ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان کی ذاتی زندگی قرآن حکیم پر عمل کی مثال پیش کر رہی ہو۔ یہی اس تربیت کا اصل شاہکار ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

''توبہ کرنے والے (اللہ کی) بندگی کرنے والے (اللہ کی) حمد کرنے والے دُنیوی آسائشوں سے لاتعلق رہنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے بدی سے روکنے والے اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے۔ اور (اے نبی ﷺ) آپ ان اہل ایمان کو بشارت دے دیجیے۔'' (التوبہ:112)

سوچیے! کیا یہ ساری باتیں اکیلے اکیلے ممکن ہیں؟ اس کے لیے ایک انقلابی جماعت کی ضرورت ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اللہ کی حدود کی حفاظت انفرادی طور پر ممکن ہی نہیں ہے۔

4۔ صبر محض:

جب آپ حق کی بات کریں گے اور مراعات یافتہ طبقات کے مفادات کو چیلنج کریں گے تو پھر ان کی طرف سے پہلے ردعمل زبانی طنز واستہزا، کردارکشی، قوت ارادی کو کچلنے کی کوشش میں ہوگا۔ جب اس سے بھی بات نہیں بنے گی تو پھر اس سے آگے بڑھ کر آپ کا سیاسی، سماجی اور معاشی گھیراؤ کیا جائے گا تا کہ آپ بھوک، افلاس اور تنگ دستی میں مبتلا ہو کر انقلابی روش کو بھول جائیں اور روزی روٹی کے چکر میں پڑ جائیں۔ اس سے بھی بات نہ بنے تو پھر مار پیٹ، جسمانی تشدد اور عبرت ناک سزاؤں تک بھی بات جا سکتی ہے تا کہ باقی انقلابی ڈر کر انقلاب کا راستہ ترک کر دیں۔ اسلام کے پہلے شہید جوڑے حضرت سمیہ اور حضرت یاسر رضی اللہ عنھما کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ کس بے دردی کے ساتھ اس عمر رسیدہ خاتون کو شہید کیا گیا اور ان کے بزرگ شوہر یاسر رضی اللہ عنہ کو چار کڑیل اونٹوں کے ساتھ باندھ کر ان اونٹوں کو متضاد سمتوں میں دوڑایا گیا، یہاں تک کہ جسم اطہر کے پرخچے اڑ گئے۔

انقلابی تحریک کی پہچان یہی ہے کہ ظالمانہ نظام کی طرف سے اس کی بھرپور مخالفت کی جائے گی۔ لیکن مخالفت کے جواب میں صبر محض کی پالیسی میں حکمت یہ ہے کہ باطل نظام کو اس تحریک کو ابتدا ہی میں کچلنے کا جواز نہیں ملتا جس کی وجہ سے تحریک کو پھلنے پھولنے کا موقع مل جاتا ہے۔ برائی کا جواب برائی سے نہ دے کر آپ معاشرے کی خاموش اکثریت کی ہمدردیاں حاصل کر سکتے ہیں اور اس طرح آپ کی تعداد اور قوت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح باطل نظام کا اصل چہرہ بھی انقلابی جماعت کے سامنے آ جاتا ہے اور انقلابیوں کے دل میں انتقام کا ایک جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے جو وقت آنے پر اپنا کام دکھاتا ہے۔ یہ وہ حکمتیں ہیں جن کے تحت انقلاب کے ابتدائی مراحل میں صبر محض کی تاکید ہے۔

انقلاب کے ابتدائی چار مراحل کا مطالعہ ہم نے حضور ﷺ کی مکی زندگی کی روشنی میں کیا۔ مدنی دور کی روشنی میں انقلاب کے باقی مراحل کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں انقلاب کی ضرورت، اہمیت اور اس کے تقاضوں کو سمجھنے اور پھر ان پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ ملتان میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنے بچوں۔ بیٹا، عمر 22 سال، تعلیم میٹرک کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا اور بیٹی، عمر 20 سال، تعلیم میٹرک کے لیے برسرروزگار دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0304-0083596

☆ سرکاری آفیسر کی 28 سالہ بیوہ بیٹی، (بوجہ انتقال خاوند) کوئی اولاد نہیں، تعلیمی قابلیت ایم فل میتھس، لیکچرر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کو اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار، ترجیحاً لاہور کے رہائشی دیندار فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0346-4483073

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

25

سخنے بہ نژادِ نو

نئی نسل سے کچھ باتیں

82 روزے آں حیواں چو انساں ارجمند | گشت از دردِ شکم زار و نژند

ایک دن وہ حیوان، جو انسان جیسا اعلیٰ مرتبہ رکھتا تھا (اور ڈارون کے انسانوں جیسے انسانوں سے کہیں بہتر تھا) بیمار پڑ گیا اور پیٹ کے درد کی وجہ سے لاغر و لاچار ہوگیا

83 کرد بیطارے علاجش از شراب | اسبِ شہ را وارہاند از پیچ و تاب

جانوروں کے معالج نے اس کا علاج شراب سے کر دیا جس سے وہ شاہی گھوڑا درد سے نجات پا کر پہلے کی طرح ہوگیا

84 شاہِ حق بیں دیگر آں یکراں نخواست | شرعِ تقویٰ از طریقِ ما جدا ست

اس خداشناس اور خود شناس بادشاہ نے (شراب پی کر صحت یاب ہونے والے) اس گھوڑے کو دوبارہ (سواری کے لیے کبھی) طلب نہیں کیا فتویٰ سے اوپر تقویٰ کی شریعت زیادہ پاکیزہ اور الگ ہے

85 اے ترا بخشد خدا قلب و جگر
طاعتِ مردِ مسلمانے نگر!

اے مغرب کے خوشہ چین مسلم نوجوان! خدا تجھے (حق شناس عقل ساتھ) قلب سلیم اور مردانگی والا جگر دے اس مردِ مسلمان کی اطاعت و فرمانبرداری دیکھ (خود شراب پینا تو دور کی بات ہے اس گھوڑے کی سواری ترک کردی جس کو شراب پلائی گئی تھی)

82۔ ایک دن یہ وفا شعار حیوان بیمار پڑ گیا، پیٹ کے درد میں مبتلا ہو کر لاغر و لاچار ہوگیا، مالک کی خدمت کے قابل نہ رہا، میدانِ عمل میں وفاداری کے جوہر دکھانے سے محروم رہ گیا۔ یہ گھوڑا علاج کے لیے ایک ماہر طبیب کے پاس لے جایا گیا۔

83۔ جانوروں کا علاج کرنے والے اس ماہر معالج نے اس کا علاج کیا جس سے وہ صحت یاب ہوگیا۔ مگر اس معالج نے شراب کے ذریعے اس کا علاج کیا تھا جس سے وہ شاہی گھوڑا درد سے نجات پا کر پہلے کی طرح چاک وچوبند ہوگیا۔

84۔ سلطان مظفر ایک مسلمان حکمران تھا۔ سیکولر اور لبرل نہیں تھا۔ خداشناس و خود شناس تھا۔ رسولِ عربی ﷺ کا اُمتی تھا۔ قرآن مجید کا ماننے والا تھا۔ شراب کو حرام سمجھتا تھا۔ اس نے اس وفادار گھوڑے کو کبھی دوبارہ سواری کے لیے طلب نہ کیا جس کی بیماری کا علاج شراب سے کیا گیا تھا۔ جواز کے فتویٰ سے بلند تر مقام ___ مقامِ تقویٰ ہے اور یہ تقویٰ کا مقام اور اس کے تقاضے آج کے مسلمان عوام اور حکمرانوں کی سمجھ سے بالاتر اور مختلف ہیں۔ 1

85۔ اے مسلم نوجوان! غور کر۔ مغربی تعلیم اور افکار کے لبرل نظریات کی عینک اتار کر دیکھ۔ حق تعالیٰ تمہیں ایسا زندہ دل، زندہ ضمیر اور حوصلوں وجذبوں کی آماجگاہ قلب وجگر دے کہ تم اس رُخ پر سوچو اور آگے بڑھو۔ ایک مسلمان ___ مسلمان حکمران اور 'امام' کی شریعت اسلامی کی اطاعت کا نقشہ دیکھو۔ آج بھی امت مسلمہ کا تابناک مستقبل ایسے ہی شاندار اور خودشناس رویوں اور ارادوں سے وابستہ ہے۔ ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

ایسے حکمران ، مقتدر طبقات اور اشرافیہ جو حقیقی مسلمان ہوں اور شریعت اسلامی کی من وعن (in letter & spirit) پابندی کو معمول بنالیں تبھی روئے ارضی پر بسنے والے انسانوں کے لیے ایک منصفانہ 'اجتماعی معاشی عدل' کا دور آ سکتا ہے جس کی آج دُکھی اور پیاسی انسانیت کو تلاش ہے۔

1 خیال رہے کہ آج کے دور میں مغربی ادویات چاہے ایلوپیتھک ہوں یا ہومیوپیتھک اکثر میں اسلام کی شریعت میں کئی ممنوع اور حرام اجزاء کا استعمال عام ہے اور اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ نہ پاکستان کی 'ریاست مدینہ' میں اس پر کوئی پابندی ہے۔ شراب کی حرمت کا بل ہماری نمائندہ اسمبلی نے متفقہ طور پر ردّ کردیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

مسلماں فقر و سلطانی بہم کرد
ضمیرش باقی و فانی بہم کرد
ولیکن الاماں از عصر حاضر
کہ سلطانی بہ شیطانی بہم کرد

(علامہ اقبال)

ایران اور سعودی عرب کے درمیان اچھے تعلقات ہی پاکستان کے مفاد میں ہوں گے، لہٰذا دونوں میں مصالحت کرانے میں پاکستان جو کردار ادا کر سکتا ہے وہ اسے ضرور ادا کرنا چاہیے: ایوب بیگ مرزا

عالم اسلام کے خلاف سازشوں کا مقابلہ ہم متحد ہوئے بغیر نہیں کر سکتے لہٰذا جس طرح بھی ممکن ہو مسلم اُمہ کو دوبارہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا ہوگا: رضاء الحق

سعودیہ ایران کشیدگی اور پاکستان کا کردار کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: سعودی عرب اور ایران کے درمیان تنازعہ کی مختلف جہتیں کون کون سی ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ایک وقت تھا جب ایران میں رضا شاہ پہلوی کی حکومت تھی تو اس وقت ایران اور سعودی عرب ایک پیج پر تھے۔ اس وقت ایران اور سعودی عرب کے درمیان کوئی معمولی سا تنازعہ یا چپقلش بھی سامنے نہیں آئی تھی۔ اس زمانے میں ایران پاکستان تعلقات بھی بہت بہتر اور مضبوط تھے۔ وجہ یہ تھی اس وقت سعودی عرب، ایران، پاکستان اور ترکی وغیرہ یہ سب امریکہ کے حلیف تھے جس کی وجہ سے ان کے تعلقات آپس میں اچھے تھے۔ اس وقت ایران کو اس خطے میں امریکہ کے مفادات کا تحفظ کرنے والا لاینی پولیس مین سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح سعودی عرب سوویت یونین اور مڈل ایسٹ کے حوالے سے امریکہ کے مفادات کا تحفظ کر رہا تھا اور مصر کے ساتھ سعودی عرب کے تعلقات اس وجہ سے اچھے نہیں تھے کہ مصر کا جھکاؤ سوویت یونین کی طرف تھا۔ اسی طرح پاکستان بھی امریکہ کا حلیف تھا لہٰذا اس وجہ سے ایران، پاکستان اور سعودی عرب کے آپس میں تعلقات اچھے تھے۔ پھر جب رضا شاہ پہلوی کے خلاف تحریک چلی تو اس زمانے میں لوگوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ امریکہ کا دوست رضا شاہ خطرے میں ہے کیونکہ مولویوں کی تحریک بڑا زور پکڑ گئی ہے لیکن چند لوگوں نے اس طرف بھی نشاندہی کی تھی کہ اس چیز کو نوٹ کرنا چاہیے کہ کیا اس مذہبی تحریک کے پیچھے امریکہ تو نہیں ہے۔ لیکن اب یہ بات ہم جیسے لوگوں کو سمجھ میں آئی ہے۔ کیونکہ رضا شاہ پہلوی نے مرنے سے پہلے چند ایسے بیانات دیے تھے کہ جن سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کو معلوم ہوگیا تھا کہ امریکہ ہی میرے خلاف تحریک کو سپورٹ کر رہا ہے۔ رضا شاہ پہلوی کے دور میں ایران میں حکومت مذہبی نہیں تھی بلکہ سیکولر تھی جس کی وجہ سے سعودی عرب اور ایران دونوں سیاسی طور پر ایک پیج پر تھے۔ لیکن جب ایران میں انقلاب آیا تو پھر وہاں "مرگ بر امریکہ"، "شیطان بزرگ امریکہ" کے نعرے لگے اور امریکہ کے خلاف بہت اقدامات کیے گئے۔ کیونکہ اب ایران میں مذہبی قیادت آ چکی تھی۔ یوں سمجھیے کہ اہل تشیع کی حکومت بن چکی تھی جس سے یہ بات سامنے آئی کہ وہاں پر اب اہل تشیع کا مذہب غالب ہوگا۔ اس کے مقابلے میں سعودی عرب اہل سنت (حنبلی) ریاست تھی۔ لہٰذا اب دونوں ممالک مسلکی طور پر ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اور ان کے درمیان تنازعہ کا دوبارہ آغاز ہوگیا۔ کیونکہ ایران سے یہ نعرے لگنے شروع ہوگئے تھے کہ ہم یہ انقلاب ایکسپورٹ کریں گے تو ظاہر ہے آس پاس کے ممالک کو خطرہ محسوس ہوا اور وہ الرٹ ہوئے۔ پھر اس کے ساتھ ان دونوں ممالک میں عالم اسلام کو لیڈ کرنے کی دوڑ بھی شروع ہوگئی۔ سعودی عرب فطری طور پر عالم اسلام کا لیڈر سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہاں ہمارے مقدس ترین مقامات ہیں۔ ان سے زیادہ مقدس مقامات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے مسلم ممالک کی اکثریت سعودی عرب کی طرف دیکھتی تھی۔ دوسری طرف ایران بھی اس علاقے کا مضبوط ملک تھا لہٰذا جب وہاں مذہبی حکومت قائم ہوئی تو اس میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اُمت مسلمہ کا لیڈر ہونے کا حق اسے حاصل ہونا چاہیے۔ اس طرح ان دونوں ممالک کے درمیان تنازعات بڑھتے گئے۔ پہلے یہ مخالفت صرف بیانات کی حد تک ہی تھی لیکن پھر یمن کے تنازعہ پر حالات بدتر صورت اختیار کر گئے۔ یمن میں حوثیوں کو ایران سپورٹ کرتا ہے جبکہ جس حکومت کا تختہ حوثیوں نے الٹ دیا تھا اس کا تعلق سعودی عرب کے ساتھ تھا۔ پھر ان کے درمیان مختلف علاقوں میں پراکسی جنگ شروع ہوگئی۔ یہاں پاکستان میں بھی یہ جنگ شروع ہونے کے امکانات پیدا ہوگئے تھے۔ اس سے فائدہ اُٹھانے کے لیے امریکہ کی پوری کوشش تھی کہ یہاں بھی شیعہ سنی تفرقہ پیدا کیا جائے اور ان کو آپس میں لڑایا جائے۔ لیکن میں پاکستان کے علماء اور عوام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے امریکہ کی اس سازش کو ناکام بنایا۔ خاص طور پر علماء کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے پاکستان میں قومی یکجہتی کو برقرار رکھنے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ البتہ سعودی عرب اور ایران کے درمیان تنازع کی ایک وجہ گریٹر اسرائیل کا معاملہ بھی ہے کیونکہ اس کے لیے گزشتہ صدی سے باقاعدہ ایک مہم شروع کی گئی کہ مسلمان ممالک کو آپس میں لڑایا جائے اور ان کو کمزور کیا جائے۔ اب تک دشمن اس حوالے سے کافی کامیاب ہوا ہے۔ آج جگہ جگہ مسلمان ممالک آپس میں لڑ رہے ہیں تو یہ اسی مہم کا شاخسانہ ہے۔ خلافتِ عثمانیہ کا زوال اور اس کو ختم کرنا بھی اسی کہانی کا ایک حصہ تھا۔ مسلم حکمرانوں کو اس سازش کا پتا ہے لیکن بدقسمتی سے انہیں اپنے اقتدار کا اتنا لالچ ہے کہ وہ اس کو سمجھتے ہوئے بھی آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ظاہر ہے جب تک امت مسلمہ متحد نہیں ہوگی اس وقت تک وہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

سوال: کیا سعودی عرب اور ایران کو لڑا کر عالمی طاقتیں

اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں؟

رضاء الحق: آپ کی بات بالکل درست ہے۔لیکن ہمیں اس حوالے سے کچھ تاریخی حقائق دیکھنا پڑیں گے۔ تاریخی طور پر دیکھیں تو سعودی عرب اور ایران کے درمیان ایک تہذیبی فرق بھی تھا۔عرب میں جب اسلام آیا تو وہاں عربی تہذیب کے عروج کا آغاز ہو گیا تھا۔خلافت راشدہ، خلافت بنو امیہ اور بنو عباس میں اس تہذیب نے مزید پھیلنا شروع کر دیا اور وہ شام، عراق اور افریقی ممالک تک پھیل گئی۔ یہاں تک کہ وہاں کی زبان بھی عربی ہوگئی۔ دوسری طرف ایران میں ایک مضبوط تہذیب پہلے سے موجود تھی اور وہ اپنے آپ کو لیڈر شپ کے رول میں بھی دیکھتی تھی۔اسلام نے ایران کو تو فتح کیا لیکن وہاں کی تہذیب اور اس کی لیڈر شپ کی خواہشات کو مکمل طور پر فتح نہیں کر پایا۔یہی وجہ ہے کہ ایران میں قومی زبان بدستور فارسی رہی بلکہ وہاں سے وہ پھر برصغیر میں بھی آ گئی اور عربی کے مقابلے میں وہ یہاں پر رائج ہوئی۔ بیسویں صدی کے بالکل آغاز میں یہودی بھی اپنی پوری طاقت میں آ چکے تھے۔خاص طور پر صیہونی جو دنیا پر حکمرانی کرنا چاہتے تھے ان کا پلان بہت مدلل انداز میں سامنے آ چکا ہوا تھا۔ اسی پلاننگ کے تحت خلافت عثمانیہ کو ختم کیا گیا اور پہلی جنگ عظیم کے درمیان ہی میں برطانیہ اور فرانس نے سائیکس پیکو پلان تیار کیا کہ مڈل ایسٹ کو تقسیم کرنے کے بعد ترکی، فلسطین اور دوسرے عرب علاقوں میں برطانیہ کی حکومت ہوگی جبکہ لبنان اور شام کے علاقوں میں فرانس کی حکومت ہوگی۔ آگے چل کر وہ ان علاقوں میں تنازعات پیدا کرنا شروع کرتے ہیں۔سعودی عرب کی خاص بات یہ تھی کہ وہاں پر تیل بھی نکلنا شروع ہو گیا تھا اور ساری دنیا سمیت امت مسلمہ نے بھی اس پر نظریں گاڑنا شروع کر دیں کہ سعودی عرب ایک امیر ملک کے طور پر مسلم اُمہ کو فائدہ دے سکتا ہے۔لیکن آگے چل کر ہمیں بہت سارے false flag دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ نائن الیون کا واقعہ تھا جس کو بہانہ بنا کر عراق، افغانستان، لیبیا، شام میں تباہی مچائی گئی اور مسلمانوں کو کمزور کر دیا گیا۔اب مڈل ایسٹ میں سعودی عرب اور ایران ہی دو بڑے اور مضبوط ممالک نظر آتے ہیں لہٰذا عالمی طاقتوں کی کوشش ہے کہ انہیں آپس میں لڑا کر اپنے مقاصد حاصل کیے جائیں۔ یہ سب کچھ صیہونیوں کے پرانے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے جس کا فائدہ امریکہ بھی دفاعی معاہدوں اور اسلحہ کی فروخت کی صورت میں اُٹھا رہا ہے۔لیکن زیادہ فائدہ اسرائیل کو ہے کیونکہ اس علاقے میں جتنے مسلم ممالک کمزور ہوتے جائیں گے اتنا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ آگے بڑھے گا۔24 جون 2019 کو منٹ پریس میں وٹنی ویب کا ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا: In Israel the Push to Destroy Jerusalem's Iconic Al-Aqsa Mosquegoes mainstream۔یعنی وہ بڑے عرصہ سے جو کوشش کر رہے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کو کسی طریقے سے گرائیں اور اس کی جگہ تھرڈ ٹمپل تعمیر کریں تو وہ کوشش اب اپنے زوروں پر ہے۔اس کے لیے وہ چاہتے ہیں کہ مڈل ایسٹ میں ایک جنگ و جدل کا ماحول پیدا ہو تاکہ باقی ماندہ مسلم ممالک بھی تباہ ہو جائیں، گریٹر اسرائیل بنے اور جس مسایاح کا صیہونی انتظار کر رہے ہیں وہ آئے اور تھرڈ ٹمپل میں بیٹھ کر پوری دنیا پر حکومت کرے۔

سوال: ایران نے شام، لبنان اور دوسرے علاقوں میں مداخلت کیوں کی؟

رضاء الحق: اصل میں سعودی عرب اس وقت امریکہ کے کیمپ میں ہے جبکہ ایران روس کے کیمپ میں ہے۔سعودی عرب نے تین سال پہلے امریکی کیمپ سے نکلنے کی کوشش میں روس کے ساتھ تیل کی تجارت کے حوالے سے ڈیل کا آغاز کیا تھا کہ ہم تیل کی قیمتیں طے کرنے کے لیے آپ کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتے ہیں تو امریکہ نے فوری طور پر سعودی عرب کا کان مروڑ دیا کہ تم نے ہمارے ساتھ رہنا ہے۔یہی معاملہ ایران کا ہے۔ اسے روس جو کہتا ہے وہ کرتا ہے۔شام میں روس کے مفادات تھے۔ جب وہاں حالات خراب ہوئے تو روس ایران سے لوگ لے کر گیا اور وہاں جا کر اس نے باقاعدہ جنگ لڑی۔ یعنی ایران نے وہاں جا کر روس کی جنگ لڑی۔ پھر یمن میں حوثی باغیوں کو ان عربوں کے خلاف سپورٹ کیا جن کو روس امریکہ کا ساتھی سمجھتا ہے۔بہرحال حقیقت یہی ہے کہ سعودی عرب اور ایران دونوں عالمی طاقتوں کی پراکسیز بنے ہوئے ہیں

سوال: پاکستان کی مصالحانہ کوششیں ان دونوں ممالک کے درمیان جنگ کو ٹالنے میں کامیاب ہو جائیں گی؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کے دونوں ممالک کے ساتھ اچھے اور دوستانہ تعلقات ہیں۔سعودی عرب کے ساتھ ہمارا نظریاتی اور روحانی تعلق ہے۔کیونکہ وہاں پر حرمین شریفین کی صورت میں ہمارے مقدس مقامات ہیں۔ پھر چونکہ سعودی عرب ایک امیر ملک ہے لہٰذا ہمارے مالی مفادات بھی اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ دوسری طرف ایران بھی ایک اسلامی ملک ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمارا ہمسایہ بھی ہے۔ ہمسائے کا معاملہ اخلاقی اور جغرافیائی دونوں لحاظ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔پھر آج کے دور میں جغرافیائی قربت عسکری سطح پر بہت اہمیت رکھتی ہے۔لہٰذا ایران بھی پاکستان کے لیے بہت اہم ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اب حالات کافی مختلف ہیں لیکن ہمسائے کو بدلا تو نہیں جا سکتا۔لہٰذا ایران اور سعودی عرب کے درمیان اچھے تعلقات ہی پاکستان کے مفاد میں ہوں گے۔ میں ایک بات ریکارڈ کروا رہا ہوں کہ عمران خان نے ثالثی اور پھر سہولت کاری کروانے کا فیصلہ کیا۔میں سمجھتا ہوں کہ ثالثی کے لفظ کو سہولت کاری میں بدلنے میں بھی ایک حکمت ہے۔کیونکہ ہم نے پچھلے پچاس سالوں میں یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جس مسلمان لیڈر نے مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کی چاہے وہ ذوالفقار علی بھٹو ہو یا شاہ فیصل' اس کی ذات امریکہ کے براہ راست نشانہ پر آ گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان اس وقت امریکہ کے نشانے پر ہوگا۔پھر اس نے جس طرح عالمی قوتوں کو اپنی تقریر میں چیلنج کیا ہے تو اس وجہ سے بھی وہ امریکہ کی ہٹ لسٹ پہ آ چکا ہے۔آپ نے جو کہا کہ عمران خان امریکہ کی ایما پر یہ صلح کروا رہا ہے تو ظاہر ہے امریکہ یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ ان کی جنگ کروا دو۔ان کی صلح کے لیے کہا ہوگا۔لیکن اندر خانے وہ نہیں چاہے گا کہ ان کی صلح ہو بلکہ وہ چاہے گا کہ ان کی آپس میں جنگ ہو کیونکہ اس وقت امریکہ اسرائیل کا پٹھو ہے اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی اقدام نہیں کرتا۔جبکہ اسرائیل کی خواہش یہ ہے کہ مسلمان ممالک آپس میں لڑیں اور کمزور ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو صلح کی کوششیں ہو رہی ہیں اس پر امریکہ شدید ناراض ہو گا۔اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس صلح کے چانسز بہت کم ہیں۔ اس لیے کہ اصل قوتیں امریکہ، اسرائیل کبھی یہ صلح نہیں ہونے دیں گے۔ وہ اس جنگ کو بھی تیز کریں گے اور صلح کرانے والوں سے بھی نبٹ لیں گے۔اس سے پہلے وہ ایسی صلح کرانے والوں سے نبٹ چکے ہیں۔میری ذاتی رائے یہی ہے کہ ایران اور سعودی عرب دونوں لڑنا نہیں چاہتے لیکن لڑانے والے باز نہیں آ رہے۔ سعودی عرب امریکہ کے کیمپ میں ہونے کے باوجود اگرچہ اس کی بدمعاشی کو جان چکا ہے لیکن وہ اس حد تک مجبور ہے کہ کچھ کر نہیں سکتا۔سعودی عرب کی تیل کی تنصیبات پر جس نے حملہ کیا ہے اس کا ابھی تک پتا نہیں چلا اور جس کا پتا نہیں چلتا آپ سمجھ جائیں کہ وہ ایسی طاقت نے کیا ہے جس کو

ڈھونڈنا بہت مشکل ہے۔ اس کے باوجود سعودی عرب نے امریکہ کے تین ہزار فوجی قبول کر لیے ہیں۔ بہرحال ہماری دعا سعودی عرب کے لیے یہی ہے کہ اللہ اسے امریکہ کے اس چنگل سے نکالے تاکہ سعودی عرب واقعتاً مسلم امہ کے لیڈر کا رول ادا کر سکے۔

سوال: چینی صدر کے نیپال اور بھارت کے دورے پر دیے گئے سخت بیان کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں؟

رضاء الحق: آس پاس کے تمام ممالک کے اس خطہ میں اپنے مفادات ہیں۔ بالخصوص چین کے مفادات بہت زیادہ ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اس پورے علاقے میں اپنی تجارت کو بڑھائیں۔ ہمیں اس کے منصوبے سی پیک، OBOR وغیرہ نظر آتے ہیں۔ لیکن درمیان میں جب یمن کا معاملہ آتا ہے تو وہاں چین کے لیے رکاوٹ بنتی ہے کیونکہ وہاں عدن کا پورٹ بہت اہم ہے۔ تاریخ میں جب برطانیہ نے عدن کے پورٹ پر قبضہ کیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے کیونکہ یہ پورٹ پرانے سلک روٹ کا اہم مقام ہے۔ اسی طرح سٹیٹ آف ہرمز اگر بند ہو جائے تو تمام تجارتی سامان کی سپلائی رک جاتی ہے۔ جب سعودی آئل تنصیبات پر میزائل حملہ ہوا تو اس کا سعودی عرب نے بہت ہوشمندی کے ساتھ تجزیہ کیا۔ اس نے فوری طور پر روس کی انٹیلی جنس کو کہا کہ ہمیں پتا کروا کے دیں اس واقعے میں ایران ملوث ہے یا نہیں؟ تو روس نے سعودی عرب کو یہ بتایا کہ ایران اس میں ملوث نہیں ہے۔ اسی دوران یو این او کی جنرل اسمبلی کا اجلاس ہوا اور وہاں سائیڈ لائن پر جو میٹنگز ہوئیں ان میں عمران خان کی ایرانی صدر اور سعودی اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں ہوئیں اور انہوں نے عمران خان سے اس معاملے کو حل کرنے کے لیے کہا۔ جب ثالثی کی یہ باتیں سامنے آئیں تو امریکہ نے کچھ ایسے بیانات دیے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مڈل ایسٹ کی لڑائی سے چین کے مفادات کو خطرہ لاحق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمران خان اور آرمی چیف سعودی عرب اور ایران جانے سے پہلے چین گئے اور اس کو اس حوالے سے اعتماد میں لیا۔ چین نے کھلے دل سے ان کو اجازت دی کہ آپ اس مسئلہ کو حل کریں۔ اس کے فوراً بعد چین کے صدر نے انڈیا کا دورہ کیا اور مودی کو کچھ پیغامات دیے۔ لیکن اس سے زیادہ اہم دورہ نیپال کا تھا کیونکہ نیپال بہت عرصے سے را کا اڈا بن چکا ہے۔ نیپال میں ایک شہزادے نے پورے شاہی خاندان کو قتل کر دیا تھا تو اس میں را بھی ملوث تھی۔ وہاں پر انڈیا کی مداخلت بہت زیادہ ہے۔ وہاں چینی صدر نے ان سے کہا کہ ہم تجارتی معاملات میں آپ کی بہت زیادہ مدد کریں گے، آپ انڈیا سے دور ہٹیں۔ اس کے ساتھ ہی چینی صدر نے ایک سخت ترین بیان بھی دیا کہ: ''اگر ہانگ کانگ یا کسی اور طرف سے چین کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی یا چائنہ کی اقتصادی پالیسی پر ضرب لگانے کی کوشش کی گئی تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ: "Bodies will be smashed and bones will be crushed to the ground." اور یہ بیان انڈیا، امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو سنایا گیا۔ کیونکہ چین یہ سمجھتا ہے کہ جب وہ مسلم ممالک کو لڑائیں گے تو چین کے تجارتی مفادات خطرے میں پڑیں گے۔ پھر روس بھی یہ سمجھتا ہے کہ جب مسلم ممالک آپس میں لڑیں گے تو امریکہ کا غلبہ اور زیادہ مضبوط ہو گا جبکہ روس کے لیے مشکلات بڑھیں گی۔ اس لحاظ سے چینی صدر کا یہ دورہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔

> روس بھی یہ سمجھتا ہے کہ جب مسلم ممالک آپس میں لڑیں گے تو امریکہ کا تسلط اس خطے میں مزید بڑھے گا جبکہ روس کے لیے مشکلات بڑھیں گی۔

ایوب بیگ مرزا: چین کی ستر سالہ تاریخ دیکھیں تو اس کی سمت بالکل سیدھی ہے۔ وہ دائیں بائیں نہیں دیکھتا۔ وہ صرف اپنی اکانومی کو مضبوط کر رہا ہے۔ چین نے ایک دور میں پاکستان کو یہ نصیحت کی تھی کہ آپ اپنے گرد آئرن کرٹن تان لیں کہ کسی جنگ میں کبھی نہ الجھیں۔ کشمیر کا مسئلہ بیانوں کی حد تک زندہ رکھیں اور اپنی اکانومی پر توجہ فوکس رکھیں۔ بدقسمتی سے ہم نے اس کی تجویز پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اب اس کا یہ بیان کیوں آیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکہ کو یہ نظر آ رہا ہے کہ اگر چین کی اکانومی اسی طرح بہتر ہوتی رہی تو پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس کو کوئی شکست نہیں دے سکے گا۔ اس لیے وہ چین کی تجارت میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ مجھے یہ لگ رہا ہے کہ شاید اب چین جنگ سے بچنے کی پالیسی کو زیادہ دیر قائم نہ رکھ پائے۔ یقیناً وہ پہل نہیں کرے گا لیکن اگر اس کی تجارت یا اکانومی کو انہوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو چین میدان جنگ میں نکلنے سے گریز نہیں کرے گا۔

سوال: مسلمان ممالک کو عالمی دشمن قوتوں کی سازشوں سے کیسے نمٹنا چاہیے؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت اسلام دشمن قوتیں الکفر ملۃ واحدۃ کی مانند ہیں اور انہیں جہاں موقع ملتا ہے تو وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کرتیں۔ وہ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ہر حوالے سے مسلمانوں کو کمزور سے کمزور کر رہی ہیں۔ لہٰذا پہلی بات یہ ہے کہ کیا مسلم حکمران اتنے نادان ہیں کہ وہ اس بات کو ابھی تک سمجھ نہ سکیں کہ ہمارے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے انہیں اپنے اندر اتحاد پیدا کرنا چاہیے کیونکہ انہیں یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں کی وحدت سے دشمن بہت کانپتے ہیں۔ اسی وحدت کو توڑنے کے لیے انہوں نے سب سے پہلی سازش یہ کی کہ خلافت عثمانیہ کو توڑا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم امہ دوبارہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہو چاہے جس طرح بھی ہو سکے اور اب یہ بات آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھتی جا رہی ہے۔ عالم اسلام کے خلاف سازشوں کا مقابلہ ہم متحد ہوئے بغیر نہیں کر سکتے۔

ایوب بیگ مرزا: جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام دشمن قوتیں تو کیا ہم ان قوتوں سے اسلام کی بھلائی یا خیر کی توقع رکھتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ ان کی سازشیں کامیاب کیوں ہوتی ہیں؟ اس لیے کہ ہم نرم چارا ہیں۔ ہم اپنے ذاتی مفاد کی خاطر جلد ان کے جال میں آ جاتے ہیں۔ بلکہ ہم اپنے آپ کو خود اسلام دشمن قوتوں کے آگے پیش کر دیتے ہیں۔ یعنی ہم خود نرم چارا بننے کے لیے تیار ہیں۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ جب سے نظام خلافت کا خاتمہ ہوا ہے اس وقت سے مسلمانوں پر زوال بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ جب تک ہم پھر ایک ایسے پلیٹ فارم پر آ کر متحد نہیں ہوتے تو اس وقت تک ہم عالمی سازشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے چاہے اس پلیٹ فارم کو خلافت کا نام نہ بھی دیں' کوئی اور نام دے دیں۔ اس کے بعد تمام مسائل سے نکلنے کی کوشش کریں تو ان شاء اللہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے اور کوئی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

> قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعوت دین کے اصول وآداب قرآن کی روشنی میں

مفتی محمد عبداللہ قاسمی

دعوت دین کا عمل جہاں اہمیت اور عظمت کا حامل ہے وہیں یہ ایک نازک اور جوکھم بھرا عمل بھی ہے؛ کیوں کہ دعوت دین اور اشاعت اسلام کا منہج صحیح اور درست ہو تو اس کے فوائد جیسے وسیع، ہمہ گیر اور ہمہ جہتی ہوتے ہیں اسی طرح اگر دعوت اسلام کا منہج غلط اور نادرست ہو تو اس کے نقصانات بھی دور رس اور غیر محدود ہوتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ دعوت دین جیسے عظیم الشان فریضہ کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا، اور خلق اللہ کی اخلاقی وروحانی اصلاح کے لیے ایسے انسانوں کا انتخاب فرمایا جن کے نفوس مزکی اور قلوب مصفی تھے، اور ساتھ ہی یہ قدرتی انتظام فرمایا کہ وحی کا سلسلہ بھی جاری فرمایا: تاکہ دعوتی میدان میں وقتاً فوقتاً مفید ہدایات دی جاتی رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعوتی طریقہ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط﴾ (النحل: 125) ''آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلایئے، اور ان سے (ضرورت پڑنے پر) اچھے طریقہ سے بحث کیجیے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعوتی واصلاحی موضوع پر گفتگو کرتے وقت تین آداب کی رعایت کرنے کا حکم دیا ہے: حکمت، موعظت حسنہ اور مجادلہ احسن: لیکن قرآن کے انداز بیان سے ایسا لگتا ہے کہ دعوت کے بنیادی اصول دو ہی ہیں، حکمت اور موعظت حسنہ: لیکن بسا اوقات مباحثہ کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے، اس کی تائید مفسر قرآن علامہ آلوسیؒ کے بیان سے بھی ہوتی ہے: اصول دعوت تو دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت، تیسری چیز مجادلہ اصول دعوت میں داخل نہیں ہے، ہاں دعوتی موضوع پر گفتگو کرتے وقت کہیں اس کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ (روح المعانی: دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دعوتی اسلوب میں حکمت ودانشمندی

حکمت بہت بڑی دولت ہے، یہ لفظ اپنے جلو میں بے پناہ وسعت رکھتا ہے، آپ ﷺ کی بعثت کے جہاں اور مقاصد ذکر کیے گئے ہیں ان ہی میں سے ایک تعلیم حکمت بھی ہے۔ (آل عمران: 124) احادیث شریفہ میں جن چیزوں کو قابل رشک قرار دیا گیا ہے ان میں سے ایک حکمت بھی ہے۔ (بخاری، حدیث نمبر: 1409) مشہور مفسر قرآن علامہ آلوسیؒ حکمت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: الکلام الصواب القریب الواقع من النفس أجمل موقع (تفسیر البحر المحیط: 612/2 دار الفکر بیروت) یعنی حکمت سے مراد وہ بصیرت وشعور ہے جس کے ذریعہ انسان مقتضائے حال کے مناسب کلام کرے، اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب کی طبع نازک پر اس کی کوئی بات گراں نہ گزرے، (یعنی نرمی کی جگہ نرمی، سختی کی جگہ سختی، اختصار کی جگہ اختصار اور طوالت کی جگہ طوالت اختیار کرے، اور جہاں صراحت کے ساتھ کوئی بات کہنے میں مخاطب کو ناگوار گزرتا ہو تو وہاں اشارے اور کنایات سے گفتگو کرے۔

دعوتی واصلاحی گفتگو کرنے میں حکمت ودانشمندی اختیار کرنے کے ضمن میں بہت سی باتیں آتی ہیں، بطور نمونہ چند باتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے:

مخاطب کی ذہنی سطح کی رعایت

دعوتی موضوع پر مذاکرات کے وقت مخاطب کی ذہنی سطح اور اس کے علم وفہم کی رعایت کی جائے، خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((حدثوا الناس بما يعرفون)) (بخاری) ''لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق گفتگو کرو''، یعنی ہر شخص کے ساتھ یکساں گفتگو نہ کرو؛ بلکہ ہر ایک کی ذہنی سطح اور علمی لیاقت کے مطابق گفتگو کرو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کعبۃ اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی بنیادوں پر تعمیر کروں؛ لیکن چوں کہ قریش نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، اور کعبۃ اللہ کو منہدم کر کے دوبارہ تعمیر کرنے میں لوگوں کے فتنے میں پڑ جانے کا اندیشہ تھا: اس لیے آپ ﷺ اس ارادے سے باز آ گئے۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

اسی لیے آپ ﷺ کے دعوتی اسلوب کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ ہمیشہ مخاطب کی ذہنی سطح کی رعایت فرماتے تھے، اس کا اندازہ ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے بھی ہوتا ہے:

حضرت جابر بن سلیم ؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تمہیں کوئی نقصان پہنچے پھر اس سے دعا کرو تو وہ غلہ اور سبزہ اگائے، اور جب تم کسی بے آب وگیاہ سرزمین میں ہو پھر تمہاری اونٹنی گم ہو جائے اور تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہاری اونٹنی واپس لائے۔ حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی مت دینا، حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے بعد کسی کو گالی نہیں دی۔'' (ابوداود)

مذکورہ بالا حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت جابر ؓ کو بہت سی ایسی باتوں کی طرف توجہ دلائی جو ان کے روزمرہ کے مشاہدے اور تجربے میں تھیں، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس اللہ کا رسول ہوں جس سے مصیبت میں دعائیں مانگی جاتی ہیں، اور جو بندے کی ہر چھوٹی بڑی پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر دعوتی وتذکیری موضوع پر گفتگو کرتے وقت مخاطب کی علمی وذہنی سطح کی رعایت نہ کی جائے تو مدعو کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اور قبول حق کا امکان بھی کم ہو جاتا ہے؛ اس لیے مخاطب کے فہم اور اس کی صلاحیت کے مطابق بات کرنا ہی حکمت ہے۔

دعوت دین میں تدریج کا لحاظ

دعوتی واصلاحی موضوع پر گفتگو کرتے وقت تدریج کا خیال رکھا جائے۔ تدریج کا مطلب یہ ہے کہ مرحلہ وار اسلام کی تعلیمات وہدایات مخاطب کے سامنے بیان کی جائیں، یکبارگی اسلام کے تمام احکام مخاطب کو سنائے جائیں گے تو وہ پریشان ہو جائے گا، کتاب وسنت میں قدم قدم پر مصلحت اور تدریج کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور قانون سازی کے لیے پہلے ماحول کو سازگار بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے، اور طبیعت انسانی میں قبول وطاعت کے شمع کو فروزاں کیا گیا ہے، یہ کون نہیں جانتا کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے شراب اہل عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ آب انگور سے ان کی طبیعت کی تفریح اور ان کے ذوق کی تسکین وابستہ تھی۔ لیکن اسلام نے یکبارگی شراب کو حرام نہیں کیا، بلکہ پہلے مسلمانوں میں قبول وطاعت کا جذبہ پیدا کیا۔ محبت وعرفان سے ان کے دل کے آتش داں کو گرم کیا، جب مسلمانوں میں طاعت وانقیاد کا جذبہ مضبوط اور مستحکم ہو گیا تو دوسرے مرحلہ میں شریعت نے شراب

کے مفاسد اوراس کی خرابیوں کو اجاگر کیا۔اوراس کے دوررس گہرے نقصانات سے نوع انسانیت کو روشناس کرایا۔ جب شراب کی قباحت اوراس کی شناعت انسان کے دل ودماغ میں پیوست ہوگئی تو شریعت نے کلی طور پر شراب کو حرام کردیا۔چوں کہ پہلے ہی مسلمانوں کے دلوں میں اطاعت شعاری اور حکم خداوندی پر مرمٹنے کا جذبہ موجود تھا؛ اسی لیے تحریم خمر کا حکم نازل ہوتے ہی مسلمانوں نے منہ سے لگایا ہوا جام وسبو الگ کردیا اور شراب کے پیمانے توڑ دیئے اور جو چیز ان کی زندگی کا جزو لاینفک تھی، ان کے کام ودہن کے لیے لذت بخش تھی، ان کے بزم کی جاں اور ان کے دل کا سرور تھی، وہی چیز ان کی نگاہوں میں مبغوض اور ناپسندیدہ ہوگئی۔ان کے لیے بلائے جاں اور آفت ایمان ٹھہری۔شریعت مطہرہ کی اسی مصلحت اور تدریجی حکم کا تذکرہ ایک روایت میں موجود ہے، چنانچہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: ''شروع شروع میں وہ آیات نازل ہوئیں جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے، حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں میں اسلام کا نقش بیٹھ گیا تو حلال وحرام کے بارے احکام نازل ہوئے، اگر شروع ہی میں حکم دیا جاتا کہ تم شراب مت پیو تو مسلمان کہتے کہ ہم ہرگز شراب نہیں چھوڑ سکتے، اگر کہا جاتا کہ تم زنا مت کرو تو مسلمان کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہیں چھوڑ سکتے۔'' (الجمع بین الصحیحین، حدیث نمبر: 3362)

انسانی نفسیات کی رعایت

انسانی نفسیات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں نفسیات ایک فن کی حیثیت اختیار کرگیا ہے۔اس لیے دعوتی مذاکرات کے وقت مخاطب کی نفسیات کا خیال رکھا جائے، آپ ﷺ ہمیشہ دعوت دیتے وقت مخاطب کی نفسیات کا خیال رکھا کرتے تھے، جس کی سیرت طیبہ سے ایک مثال دی جاتی ہیں:

جھوٹ نہ بولنے کا عہد

ایک شخص رسول اکرم ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ یارسول اللہ! میں بہت سے گناہوں میں مبتلا ہوں اور مجھ میں ان گناہوں سے بچنے کی قدرت نہیں ہے، البتہ کسی ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مجھ سے وعدہ کروگے کہ تم کبھی جھوٹ نہیں بولوگے؟'' اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں عہد کرتا ہوں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔اس کے بعد وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے کتنی آسان چیز کا مطالبہ کیا ہے، جب رات میں تاریکی چھاجاتی ہے تو یہ شخص گناہ کے ارادہ سے نکلتا ہے، مگر فوراً اس کے ذہن میں آتا ہے کہ کل جب حضور ﷺ سے میری ملاقات ہوگی اور آپ مجھ سے دریافت کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا؟ سچ بولوں تو مجھ پر حد جاری کی جائے گی، جھوٹ اس لیے نہیں بول سکتا کہ میں آپ ﷺ سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد کرچکا ہوں، جب بھی اس شخص کے دل میں کسی گناہ کا خیال آتا تو وہ یہی سوچتا، چند دنوں کے بعد جب آپ ﷺ سے اس کی ملاقات ہوئی، اور آپ ﷺ نے اس سے سارے حالات دریافت کیے تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول! جھوٹ نہ بولنے کے عہد نے سارے گناہ چھڑوا دیئے۔

اس پورے واقعہ کا گہرائی وگیرائی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ ﷺ نے پوری بصیرت ودانشمندی کے ساتھ اس کی نفسیات کا جائزہ لیا کہ یہ شخص ایک طرف سارے گناہوں کا اعتراف کررہا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں صرف ایک گناہ کو چھوڑ سکتا ہوں، اس سے اندازہ ہورہا ہے کہ یہ شخص بڑا راست گو اور جرأت مند ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے مستقبل کا پورا خاکہ ذہن میں رکھتے ہوئے اس کو ایسے گناہ سے بچنے کا حکم دیا جو بالآخر تمام گناہوں کو چھوڑنے کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

اخلاق حسنہ کا مظاہرہ

جن غیر مسلموں کے ساتھ دعوتی واصلاحی موضوع پر گفتگو اور آپسی بات چیت ہو ان کے ساتھ غم خواری اور ہمدردی کا برتاؤ کیا جائے، اچھے اور شریفانہ اخلاق کا ان کے سامنے مظاہرہ کیا جائے: کیوں کہ اخلاق حسنہ وہ اثرانگیز طلسم ہے جو انسان کی کایا پلٹ دیتی ہے، دلوں سے حسد ونفرت اور بغض وعداوت کو ختم کردیتی ہے، اور طاعت وقبول کا صالح جذبہ پیدا کرتی ہے، چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک یہودی لڑکا آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، لیکن جب وہ بیمار پڑا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اور اس کے سرہانے بیٹھنے کے بعد فرمایا: اے بیٹے! اسلام قبول کرلے، اس لڑکے نے مستفسرانہ نگاہوں سے اپنے والد کو دیکھا، والد نے کہا: بیٹا ابوالقاسم کی بات مان لے، چنانچہ وہ کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا، جب آپ ﷺ واپس ہونے کے لیے اٹھے تو زبان مبارک پر یہ فقرہ تھا: تعریف ہے اس خدا کی جس نے اس کو دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ (بخاری، حدیث نمبر: 1352)

موعظت حسنہ

موعظت حسنہ سے مراد یہ ہے کہ دعوتی واصلاحی عنوان پر گفتگو کرتے وقت داعی میں ہمدردی اور خیر کا عنصر غالب ہو، حق بات کو اچھے اور موثر انداز میں مخاطب کے سامنے پیش کیا جائے، حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما الصلاۃ والسلام کو جب فرعون کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا تو انہیں یہ ہدایت دی گئی کہ اس سے نرم بات کرو: ﴿اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾﴾ (طٰہٰ) ''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ حد سے بڑھ گیا ہے، اور اس سے نرم بات کرو شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔''

دعوت دین میں لطف ونرمی کی اہمیت

سیرت طیبہ کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دعوت واصلاح میں لطف اور نرمی کو اختیار کیا ہے حتیٰ کہ ان حالات اور مواقع میں بھی جہاں ایک انسان غصہ اور اشتعال میں آجاتا ہے، اور درشت لہجہ اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے: ایک دیہاتی مسجد نبوی کے ایک کونہ میں پیشاب کرنے لگا، مسجد میں موجود لوگوں نے ہنگامہ کھڑا دیا، اور اس کو برا بھلا کہنے لگے، آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو خاموش کیا، حتیٰ کہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوگیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو پانی چھڑک کر صاف کرنے کا حکم دیا، اور اس اعرابی کو بلاکر نہایت نرم لہجہ میں کہا: مسجد پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے، مسجد میں تو اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور نماز ادا کی جاتی ہے، اس اعرابی پر آپ ﷺ کے اخلاق کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کہتے ہیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ﷺ نے نہ مجھے ڈانٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 529) ایک جگہ خود آپ ﷺ نے دعوت واصلاح میں نرمی اور آسانی اختیار کرنے کا حکم دیا: ((یسروا ولاتعسروا، بشروا ولاتنفروا)) (بخاری، حدیث نمبر: 29) ''آسانی پیدا کرو دشواری میں مت ڈالو، خوش خبری سناؤ اور نفرت مت پیدا کرو۔''

مباحثہ

جیسا کہ ابھی اوپر ذکر کیا گیا کہ اصول دعوت تو دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت حسنہ، تاہم کبھی کبھی دعوتی واصلاحی پہلو پر مذاکرات میں ایسے لوگوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو شکوک واوہام میں مبتلا ہوتے ہیں، ہٹ دھرمی، ضد اور عناد ان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے۔ایسے لوگوں سے بحث ومباحثہ ناگزیر ہوجاتا ہے۔ان لوگوں سے بحث ومباحثہ کرتے وقت اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ گفتگو میں لطف اور نرمی اختیار کی جائے، دلائل ایسے پیش کیے جائیں جو مخاطب کو بآسانی سمجھ میں آسکیں، دلیل میں وہ مقدمات پیش کیے جائیں جو مشہور ومعروف ہوں جس سے مخاطب کے شکوک وشبہات رفع ہوں، اور قبول وطاعت کا صالح جذبہ ان میں بیدار ہو۔

خود آستیں میں پالے ہیں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دشمن شہ رگ دبوچے ہماری سالمیت پر حملے جاری رکھے ہوئے ہے۔ بات صرف اتنی نہیں کہ مسلسل بھارتی فائرنگ اور گولہ باری سے ہمارے سرحدی دیہات غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔ دو سال میں 1970 مرتبہ یہ حملے ہوئے۔ دوسری جانب کشمیر ڈھائی ماہ سے کرفیو اور ہمہ نوع پابندیوں کی زد میں ہے۔ سری نگر میں بنیادی حقوق کی بحالی کے لیے خواتین پر امن مظاہرین پر بھارتی فوج نے دھاوا بول دیا۔ آنسو گیس، تشدد، خواتین بے ہوش ہوئیں۔ درجنوں گرفتار کر لی گئیں۔ نوجوان جیلوں میں بدترین تشدد کی زد میں ہیں۔ زندگی مفلوج، تجارتی سرگرمیاں، دفاتر، تعلیمی ادارے، ٹرانسپورٹ بند۔ دنیا مہر بلب۔ مودی پوری ڈھٹائی سے ہمیں کشمیر پر غاصبانہ تسلط کے اگلے قدم کی دھمکی دے رہا ہے: ''پاکستان کی طرف بہنے والے دریاؤں پر ہمارا حق ہے۔ پانی روک کر رہوں گا۔ ایک ایک قطرہ ہم استعمال کریں گے۔''

کشمیری بھائیوں کے لیے، سرحدی خلاف ورزیوں اور پانی پر قبضے جیسے عزائم کے ضمن میں ہم کیا کر رہے ہیں؟ کشمیریوں کے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہیں! ملک بھر میں گزشتہ پانچ دن ہمارے آقاؤں کے بچے آئے ہوئے تھے۔ وہی برطانوی آقا جو کشمیر کی موجودہ حیثیت اور مسائل کے ذمہ دار ہیں۔ برطانوی حکومت نے مودی اقدامات پر مذمت تو کجا تشویش تک کا اظہار نہ کیا۔ شاہی جوڑا آ رہا تھا تو ہم سمجھے شاید اب یہ ہمارا درد بانٹنے آئے ہیں۔ لائن آف کنٹرول پر جا کر بیٹھیں گے۔ احتجاج کرنے والوں کے ساتھ اظہار یک جہتی ہوگا۔ ہمارے وزیر اعظم سے ان کا سابقہ سسرالی اور دوستی کا رشتہ ہے۔ ان کے بچے، نیز 15 لاکھ کشمیری اور پاکستانی آبادی ان کی رعیت میں شامل ہے۔ اس دکھ میں شراکت تو بنتی تھی۔ سرحد پر جاری خوں رنگ آتش بازی دیکھی ہوتی۔ کشمیری جس بلا میں گرفتار ہیں اس پر تصویری نمائش، سیمینار ہوا کرتے ہیں۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ دورہ برائے کشمیر ہے۔ یوں بھی برطانیہ خود بھی بریگزٹ میں پھنسا کسی جشن منانے کی کیفیت کا متحمل کہاں ہو سکتا تھا۔

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند

سو فدویوں کی خوئے غلامی کا ایک اندوہناک ایکس رے ان دنوں سامنے آیا۔ یہ تو ٹیکسوں، بجلی گیس، مہنگائی، شاپنگ بیگ کی جدائی، چوریوں ڈکیتیوں، کراچی کے کچرے اور آوارہ کتوں سے بلبلائے عوام کے آنسو پونچھنے کو حکومت نے ولایت سے رنگین جھنجھنا منگوایا تھا۔ دن رات بجا کر، سوشل میڈیا پر پوری قوم کو ملکی افراتفریوں اور کشمیر کی گھمبیرتا بھلانے کا سامان تھا۔ سو یہ غنیمت ہے کہ کشمیری ابلاغی ناکہ بندی کی بنا پر نہایت رنگین کھلکھلاتے دنوں میں غرق اپنے پاکستانی بھائیوں کو نہ دیکھ پائے ہوں گے۔ ورنہ ان کے زخموں میں نمک بھر جاتا۔ خیر ہمیں مثبت رہنا چاہیے۔ سو نمک کے فوائد بیان کیے دیتے ہیں، تاکہ منفیت کا طعنہ ہمارے حصے نہ آئے۔ آپ بھی گوگل سے پوچھ دیکھیے۔ نمک (خصوصاً کھیوڑہ کا گلابی ہمالیائی نمک) دوران خون بڑھاتا ہے۔ خلیوں کی مرمت کا کام کرتا ہے۔ جلد کو ملائم کرتا، اس کے سمیات دور کرتا اور بحالی میں مدد دیتا ہے۔ زخموں کو نمک ملے پانی سے دھونا مفید ہوتا ہے۔ اگر مگر مچھ کے آنسو بھی نہ میسر ہوں تو اسی پانی کے چند قطرے ساون بھادوں رلا سکتے ہیں جن سے ہم اپنی محبت اور غم میں شراکت کی یقین دہانی کروا سکتے ہیں۔ آخر ہم ہر جمعے اظہار یک جہتی بھی کرتے ہیں اور کشمیر پر کڑک دار بیان بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ چند دن ٹینشن دور کرنے کو اگر قوم شاہی جوڑے کے جوڑے ہی دن بھر اخباروں، سوشل میڈیا پر شیئر کرتی رہی تو مارجن دیں اسے۔ برطانوی میڈیا نے کہا تھا اس سے پاکستان کی ساکھ بحال ہوگی۔ سو پوری قوم ساکھ بحال کر رہی تھی۔ اس ضمن میں شاہی جوڑے کے ملبوسات کی مفصل رپورٹیں لحظہ بہ لحظہ آتی رہیں۔ انگریزی معاصر اخبار کے مطابق فخر انگیز حب الوطنی کی لہریں دوڑتی رہیں کہ ان کے لباس تیار کرنے کا اعزاز پاکستانی ڈیزائنرز کو حاصل ہوا۔ یہ غم ضرور تھا کہ ''المیہ یہ ہے کہ ''اخلاقی بریگیڈ'' کو دوپٹے کی پڑی ہوئی تھی''۔ اس خبط کی بنا پر شہزادی کو دوپٹہ اوڑھنا پڑا!

آزاد قوموں کے آزاد شہری غیور ہوا کرتے ہیں۔ اپنے حقوق کی سوداگری پر کمر بستہ نہیں رہتے۔ اس کی متقابل مثال ملاحظہ فرمائیے۔ ایک امریکی سفارت کار کی بیوی این سکولاز نے برطانیہ میں اپنی گاڑی کی ٹکر سے برطانوی لڑکا ہیری ڈن حادثاتاً مار دیا اور سفارتی تحفظ کی آڑ میں امریکہ چلی گئی۔ اس پر برطانوی وزیر اعظم نے امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ سکولاز کو واپس برطانیہ بھیجے تاکہ وہ قانون کا سامنا کرے۔ مسئلہ حل کرنے کے لیے لڑکے کے والدین کو وائٹ ہاؤس کی دعوت پر امریکہ لایا گیا۔ ٹرمپ کے دفتر میں لیجایا گیا کہ اس پر بات چیت ہو۔ ٹرمپ کے سکیورٹی مشیر نے والدین کو وہاں سکولاز کی موجودگی کا بتا کر ملاقات کروا کر معاملہ رفع دفع کرنا چاہا۔ برطانوی جوڑا ایچ پا ہو کر انکاری ہو گیا کہ کیا تم میڈیا کے سامنے ہمیں گلے ملوا کر ہمارے زخموں پر نمک چھڑکو گے؟ یہاں نہیں، ہم سکولاز کے برطانیہ میں آ کر پولیس کے آگے پیش ہونے کا مطالبہ رکھتے ہیں۔ اپنے بیٹے کے خون پر امریکہ جیسے دوست، مائی باپ ملک کے صدر کے دفتر میں سوداگری پر راضی نہیں۔ یہاں ریمنڈ ڈیوس (جو سی آئی اے کا ادنیٰ اہلکار تھا) کے ہاتھوں قتل اور اس پر پاکستان کا شرمناک فدویانہ رویہ یاد کر لیجیے۔ زندہ، آزاد، غیور قوموں کی خو بو ہمارے کشکول کے ہاتھوں تلف ہو گئی۔ ''نوکر کیہہ تے نخرہ کیہہ!'' ہمارا شعار ہے۔

قوم سارا وقت وزیروں کی ڈانٹ ڈپٹ، لارے لپے یا بہلاووں کی زد میں رہتی ہے۔ فواد چودھری تو عوام کی عزت نفس سے کھیلنے میں طاق ہیں۔ فرماتے ہیں: ''400 ادارے ختم کر رہے ہیں۔ عوام نوکریاں نہ مانگیں۔ نوکریاں دیں گے تو معیشت بیٹھ جائے گی''۔ (عوام بھوکے مریں گے تو معیشت مضبوط ہو جائے گی؟) نیز فرمایا: ''سرکاری نوکریوں کا سوچنے والے نوجوان

بے وقوف اور آرام طلب ہیں''۔ بالفاظِ دیگر سرکاری ملازم بے وقوف اور آرام طلب ہوتے ہیں؟ اور سرکاری وزیر؟ بے وقوفوں کے سردار؟ ایک کروڑ نوکریوں کا وعدہ تو آپ ہی نے فرمایا تھا! اب وزیرِ موصوف کہہ رہے ہیں: ''لوگ نجی سیکٹر کی طرف دیکھیں''۔ جس کی تفصیل جہانگیر ترین نے دی ہے۔ تحریک انصاف کے مرکزی رہنما جن کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے۔ کہتے ہیں: ''لوگ گھر گھر مرغی اور چوزے پال لیں تو ملکی معیشت بہتر ہو سکتی ہے۔ روزگار بھی بڑھے گا۔ کے پی کے مختلف علاقوں میں گھریلو مرغبانی کے منصوبے شروع کر رہے ہیں۔ ابھی ہمارے پاس 4 سال موجود ہیں''۔ (اتنے عرصے میں مرغیوں کی ریل پیل ہو جائے گی۔ عوام بھی موصوف کی طرح نجی طیاروں کے مالک بن جائیں گے!) چوزے بڑے ہونے تک عوام حکومتی لنگروں شیلٹروں سے استفادہ کریں۔ شور نہ مچائیں۔ ریلیاں دھرنے پلان کر کے ہمارا تراہ نہ نکالیں!

ہمارا صرف معاشی نہیں اخلاقی دیوالیہ بھی پٹ چکا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے اعلیٰ اداروں میں (بلوچستان یونیورسٹی کے) اعلیٰ اہلکار قوم کو ترقی کی منزلیں سر کرواتے کن شرمناکیوں میں ملوث پائے گئے ہیں؟ خفیہ کیمروں کی مدد سے ناگفتہ بہ وڈیوز طالبات کی بنا کر بلیک میلنگ سکینڈل۔ یہ روشن خیالی کے زہریلے انڈے بچے ہیں جو چہار جانب طوفانِ بدتمیزی برپا کیے ہوئے ہیں۔ سیکولر، لبرل معاشرہ بناتے، اسلامی اقدار و نظریۂ پاکستان کا قلع قمع کرتے تعلیمی اداروں میں نسلوں کی تباہی کے سامان جابجا سامنے آ رہے ہیں۔ چلیے یہ کم از کم دہشت گرد اور انتہا پسند تو نہیں ہیں! سیکولر لبرل فاشزم کی فتوحات ہیں یہ ساری۔ جب آزادئ کشمیر کا چیلنج ہمارے سر پر کھڑا ہے تو دُور دُور ملک و ملت کے لیے، ظلم، وحشت و جبر کی چکی میں پستی عورتوں، بچوں کے لیے شجاعت، عزیمت اور غیرت کے پیکر نوجوانوں کی جگہ نچیے گویّے ریوڑ تیار ہیں۔ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے...... یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں!— یہ گٹار اٹھائیں گے، لہرائیں گے، ناچیں گے۔ فیشن ریمپ پر اٹھلائیں گے۔

بھاری امتحان سر پر کھڑے ہیں۔ اللہ کو تو دیکھنا ہے چھانٹنا ہے، حق و باطل کی صفوف میں کون اپنی جگہ کہاں بنانا چاہتا ہے! وہ دن تو احادیث کے مطابق آنا ہے جب حق کے خیمے میں ایمان کے سوا کچھ نہ ہوگا اور باطل کے خیمے میں کفر و نفاق کے سوا کچھ نہیں۔ مشرق وسطیٰ میں اسی تیاری پر دجل کمر بستہ ہے۔ امریکہ، سعودی عرب میں مزید لدی پھندی امریکی فوج، آرامکو پر حملے کی آڑ میں داخل کر رہا ہے۔ ''سعودی عرب ہمارا بہت اچھا اتحادی ہے، وہ ہم سے اربوں ڈالر کے مال و اسباب خریدتے ہیں، بلکہ لاکھوں ملازمتیں بھی (امریکی) حاصل کرتے ہیں''۔ ٹرمپ کی یہ خوشی ملاحظہ ہو! ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو۔ شام، ترکی کے حالات، افغانستان میں بے دریغ کارپٹ بمباریاں۔ کفر ملتِ واحدۃ بنا امت اجاڑ رہا ہے۔

خود دامنوں میں بھرتے رہے ہیں ہم شرار
خود آستیں میں پالے ہیں سرخ و سفید مار

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(17 تا 23 اکتوبر 2019ء)

جمعرات (17 اکتوبر) کو صبح 09:00 بجے دارالاسلام (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو ظہر تک جاری رہا۔ جمعہ (18 اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں اور ہفتہ وار پریس ریلیز جاری کی۔ ہفتہ (19 اکتوبر) کو صبح 09:00 بجے دورۂ سکھر کے لیے لاہور سے روانگی ہوئی۔

اتوار (20 اکتوبر) کو امیر محترم دن 11:30 بجے دفتر حلقہ سکھر میں تشریف لے گئے۔ وہاں سکھر کے رفقاء سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ امیر حلقہ نے حلقہ کے تحت مقامی تنظیم کے امراء اور منفرد اُسرہ جات کے نقباء کا تعارف کرایا۔ پھر مقامی اُمراء نے نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی بھرپور نشست رہی اور رفقاء نے ملکی اور بین الاقوامی حالات و فکر تنظیم کے حوالے سے امیر محترم سے براہِ راست رہنمائی حاصل کی۔ ظہر کی نماز کے بعد نئے شامل ہونے والے رفقاء نے امیر محترم سے بالمشافہ ملاقات کی۔ ظہرانے کے بعد حلقہ کی شوریٰ کے ساتھ امیر محترم کی ملاقات ہوئی جس میں رفقاء نے اپنی ذمہ داری اور دیگر امور کے حوالے سے تعارف کرایا۔ نشست کے آخر میں سوال و جواب کا بھرپور سیشن ہوا۔ سہ پہر 03:30 بجے امیر محترم کی لاہور روانگی ہوئی اور رات گئے لاہور واپس پہنچے۔

منگل (22 اکتوبر) کو صبح 10:00 بجے ''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی'' مرکزی مجلس عاملہ کے طے شدہ اجلاس میں شرکت کی جو 01:00 بجے تک جاری رہا۔ بدھ (23 اکتوبر) قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ لاہور غربی، ٹاؤن شپ کے مبتدی رفیق سردار علی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق ندیم علی کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0345-7738707

☆ حلقہ فیصل آباد کی مقامی تنظیم جھنگ کے ملتزم رفیق جناب محمد نسیم سیال کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-7327000

☆ معاون مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت محترم مجاہد امین کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7311291

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہمارا طریقہ ولائحہ عمل:
سیرت مطہرہ اور محمدیﷺ طریقہ انقلاب سے ماخوذ ہے

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہمارا ذریعہ دعوت: الہدیٰ یعنی قرآن حکیم ہے

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہمارا جہاد:
اپنے سرکش نفس، باطل نظریات منکرات اور ظالمانہ نظام کے خلاف ہے

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہمارا نصب العین:
اللہ کی رضا اور اُخروی نجات کا حصول ہے

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

تنظیمِ اسلامی کا پیغام نظامِ خلافت کا قیام

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہماری تنظیم: بیعت کی مسنون بنیاد پر قائم ہے

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

رب کی دھرتی رب کا نظام

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

ہمارا عزم:
اللہ کی زمین پر اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنا ہے

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

’’اللہ کے ہاں دین (نظام زندگی) اسلام ہے‘‘
(آل عمران:19)

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ — امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید

’’اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔‘‘
(یعنی زندگی کا کوئی ایک گوشہ بھی دین اسلام سے باہر نہ ہو) (البقرۃ:208)

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

”شہادت کیا ہے؟“

نعیم اختر عدنان

مسلمان جو اللہ کے دین پر ایمان رکھتا ہے۔ اُس سے اس بات کا مطالبہ ہے کہ وہ اس دین کی شہادت دے‘ ایسی شہادت جس سے یہ واضح ہو کہ یہ دین باقی رہنے کا حق رکھتا ہے۔ ایسی شہادت جو اُس خیر کو واضح کرے جو یہ دین انسان کے لیے رکھتا ہے۔ یہ شہادت اُسی وقت ادا ہو سکتی ہے جب مومن اپنی ذات، اپنے کردار، اپنی روش اور اپنی زندگی سے اسلام کا جیتا جاگتا نمونہ بن جائے، چلتا پھرتا نمونہ جسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اُسے ایک بلند و برتر نمونہ پائیں۔ جو اس بات کی شہادت دے کہ اس دین کو موجود رہنے کا سب سے زیادہ حق ہے اور زمین میں جتنے نظام، جتنے طریقے اور جتنے قوانین ہیں، وہ اُن سب سے بہتر اور افضل ہے۔ اسی طرح یہ شہادت صرف اُس وقت ادا ہو سکتی ہے جبکہ مومن اس دین کو اپنی زندگی کی اساس بنائے، اپنے سماج کا نظام بنائے، اپنی ذات اور اپنی قوم کا قانون بنائے۔ اُس کے اردگرد ایسا سماج ہو جو اپنے معاملات کا نظم اس الٰہی طریق زندگی کے مطابق استوار کرے، مومن اس سماج کے قیام اور اس نظام کو برپا کرنے کے لیے عملاً جدوجہد کرے اور دین کی راہ میں موت کو ایسے سماج میں زندہ رہنے پر ترجیح دے۔ جو خدائی نظام کو انسانی سماج میں نافذ نہ کرتا ہو۔ اور اس طرح وہ اس بات کی شہادت دے کہ یہ دین اُس کے لیے خود اپنی زندگی سے بھی عزیز تر ہے۔ حالانکہ زندگی وہ عزیز ترین شے ہے جس کی تمنا زندہ افراد ہی کر سکتے ہیں۔ اسی لیے ایسے شخص کو جو اللہ کی راہ میں جان دے دے ”شہید“ کہا جاتا ہے۔

☆☆☆

وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

15، 16، 17

نومبر 2019ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام

مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

((اَنَا آمُرُکُمْ بِخَمْسٍ، اَللّٰہُ اَمَرَنِیْ بِهِنَّ :
بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ))

”میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے ان کا حکم دیا ہے:
یعنی جماعت کا، سننے کا، ماننے کا، ہجرت کا اور اللہ کی راہ میں جہاد کا“

لہٰذا رضائے الٰہی کے حصول کے لیے
بیعت سمع و طاعت کے مسنون بندھن میں منسلک رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے۔
تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی

فون: 79-(042)35473375

دعوت فکر اسلامی مہم کا مرکزی

سیمینار

نظامِ خلافت کا قیام

تنظیمِ اسلامی کا پیغام

اکھنڈ بھارت کا توڑ کیسے...؟

صبح 10:30 بجے

بروز اتوار **3 نومبر 2019**

مقررین

- **مرزا ایوب بیگ**
  (اکھنڈ بھارت کا مطلب)
- **ڈاکٹر عبدالسمیع**
  (نظریۂ پاکستان کیا ہے؟ ''دین کا ہمہ گیر تصور'')
- **شجاع الدین شیخ**
  (اسلام کا معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام)
- **ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی**
  (اسلامی نظام کا نفاذ کیسے؟)
- **حافظ عاکف سعید**
  (قومی، ملی اور دینی فریضہ)

بمقام

الحمراء ہال نمبر 1
68 مال روڈ، لاہور

زیرِ صدارت
حافظ عاکف سعید
امیر تنظیم اسلامی

سٹیج سیکرٹری **خورشید انجم**

خواتین کی باپردہ شرکت کا اہتمام ہے

www.tanzeem.org

تنظیمِ اسلامی

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

امیر تنظیم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

Aggression Only OK for US If Led by the Pentagon and Partners

When US forces rape and destroy nonbelligerent nations threatening no one, it's called humanitarian intervention, responsibility to protect, and democracy building — notions Washington's power elites abhor.

When victimized nations defend themselves lawfully against Pentagon terror-bombing and atrocities by ISIS and likeminded outfits used as US proxy foot soldiers, they're wrongfully condemned for aggression — notably by establishment media, operating as imperial press agents.

The Obama and Trump regimes respectively supported Turkey's 2016 and 2018 aggression in Syria — Operations Euphrates Shield and Olive Branch, both flagrantly illegal under international law.

Aggression committed by other countries is only OK with Washington when serving its interests — notably when Israel smashes defenseless Palestinians, rapes Lebanon, and terror-bombs Syria, along with conducting targeted assassinations.

Throughout much of Obama's war on Syria, now Trump's, the Pentagon and CIA used Kurdish YPG fighters in the country's north as proxy foot soldiers.

They were supplied with heavy weapons, related equipment, logistical support, intelligence, and air cover for aggression, supporting Washington's imperial aims, along with their own self-interest violating all international laws and conventions of 'sovereign independence' and 'territorial integrity'.

When Turkey launched 'Operation Peace Spring' in northern Syria earlier this month, the Trump regime OK'd it, then expressed opposition along with congressional members for political and strategic reasons.

The US has a long history of abandoning support for allies to higher priorities, Kurds being their latest victims, early October their latest betrayal.

Turkey is a NATO member, its alliance with Washington uneasy at best. A rupture could happen any time over US actions Erdogan rejects, Russia the beneficiary if things turn out this way.

Trump's Wednesday letter to Erdogan showed he wants bilateral differences smoothed over, relations between both countries kept firm, saying: "Let's work out a good deal. You don't want to be responsible for slaughtering thousands of people" — what the US, NATO, and Israel do in all their wars of aggression, accountability by the world community never forthcoming.

Republicans and undemocratic Dems have no compunction about mass slaughter and destruction committed against targeted nations.

They're responsible for millions of casualties after the false flag known as 9/11 alone, their numbers growing daily as endless US wars of aggression continue in multiple theaters.

This whole scenario shows a true and disturbing reflection of the state of affairs of today's America.

Never beautiful or the land of the free and home of the brave, today's USA is unsafe and unfit to live in for the vast majority of its people – exploited and otherwise mistreated to benefit its privileged class exclusively.

Source: ***Adapted from an article by Cole Manshore, posted on http://www.claritypress.com/***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article***

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.42

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore